امداد الله

بسم الله الرحمن الرحیم

قال الله تعالیٰ فی کتابه الکریم

وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم

تحریک خدام اہل سنت
کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ
کا داعی

سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

زیر نگرانی

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم

بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

خدام اہلسنت کی دعا

از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہلسنت پاکستان

۳ محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ فروری ۱۹۷۳ء

خدایا اہل سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآں کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہ کی سُنّت کا ہر سُو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجِ نبیؐ پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ[1] ملک میں ختمِ نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاکؐ کی عظمت محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سُنّی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سُنّت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

[1] الحمدللہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت راشدہ حق چار یارؓ
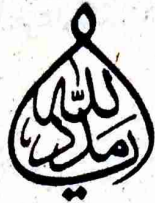
نظام خلافت راشدہ زندہ باد

امداد اللہ

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض

تحریک خدام اہلسنت والجماعت پاکستان کا ترجمان

نظام خلافت راشدہ کا داعی

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

زیر سرپرستی

قائد اہلسنت وکیل صحابہؓ مظہر شریعت وطریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

بانی وامیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۴۴۴

مدیر مسئول

حکیم حافظ محمد طیب

جلد: ۳ شمارہ: ۶ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ جنوری ۱۹۹۱ء سالانہ چندہ -/۶۰ روپے فی شمارہ -/۷ روپے

سالانہ بدل اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی جہاز رجسٹری

ریاستہائے متحدہ امریکہ -/۲۲۰ روپے

ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ -/۱۸۰ روپے

سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت -/۲۵ ریال

رابطہ: دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۶۱۰۷

ناشر: حکیم حافظ محمد طیب، مطبع فضل شریف پرنٹرز، مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، مدینہ بازار ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔

اس شمارے
میں

★★★★

اھدنا الصراط المستقیم

حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ کے سیاسی مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرّہ (متوفی ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء) بارہویں صدی کے مجدد ہونے کے علاوہ امام المحدثین تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد علمِ حدیث کا فیضانِ عام حضرت شاہ ولی اللہؒ اور آپ کے خاندان کے ذریعے پھیلا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے اکابر محدثین قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن، اسیر مالٹا، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، بحر العلوم حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب محدث کشمیری اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی قدس اللہ اسرارھم سب خاندان ولی اللّٰہی کے فیض یافتہ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جامع العلوم والکمالات تھے۔ آپ کی تصانیف حجۃ اللہ البالغۃ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قرۃ العینین فی تفضیل شیخین تفہیمات حصہ اوّل و دوم وغیرہ سے آپ کی علمی اور روحانی عظمتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ کے پیشِ نظر مسلمانوں کے ہر طبقہ کی اصلاح تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کا دور بڑا پُرآشوب تھا۔ سلطنتِ مغلیہ زوال پذیر تھی۔ مرکز دینی خطرات سے گھرا ہوا تھا۔ مرہٹے، سکھ، جاٹ اور روہیلے فتنے بپا کر رہے تھے۔ لوٹ مار اور قتل و غارت کی آندھیاں چل رہی تھیں۔ ان حالات میں حضرت محدث دہلویؒ نے ایک عظیم مصلح کی حیثیت سے اصلاح کی کوشش فرمائی۔ آپ نے جو مسلم حکمرانوں کو خطوط لکھے ہیں ان کا مجموعہ مولانا خلیق احمد صاحب نظامی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے "شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات" کے نام سے شائع کر دی ہے۔ آپ کے یہ مکتوبات پاکستان کے علماء و مشائخ اور سیاسی زعماء و اہلِ حکومت سب کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ ولی اللّٰہی مکتوبات دراصل فارسی زبان میں ہیں جن کا ترجمہ بھی اس مجموعہ میں شائع ہوا ہے۔ افادۂ عام اور اصلاحِ ملک و قوم کے لیے

یہاں حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے مکتوب اوّل کا ترجمہ قارئین کے پیشِ خدمت کیا جا رہا ہے جو آپ نے بادشاہ، وزیر اور امراء کو لکھا ہے۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیّہ الذی لانبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

یہ چند کلمات ہیں جن کی تحریر کا باعث بادشاہ اسلام، امراء اور جمہور مسلمین کی خیر خواہی ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیر خواہی دین ہے اور باللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر ان کلمات کے بموجب عمل کریں گے تو امورِ سلطنت کی تقویت، حکومت کی بقا اور عزّت کی بلندی ظہور پذیر ہو گی۔

دریسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند آنچہ استادِ ازل گفت ہماں می گویم

(یعنی مجھ کو آئینہ کے پیچھے طوطی کی مانند رکھا ہے جو کچھ استاد ازل نے کہا ہے وہی کہتا ہوں)

اصل اصول جس پر حکومت کی بہتری اور ملت بیضا کی رونق موقوف ہے

کلمۂ اوّل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے یہ بات لازم کر لیں کہ جب فتح یابی نصیب ہو اور مخالف شکست یافتہ ہو تو سب سے پہلی چیز جس کے اجراء کا مضبوط ارادہ کریں جاٹوں کے علاقے اور ان کے قلعوں کے فتح کرنے کی جدوجہد ہو۔ اس کام میں دینی و دنیاوی دونوں فائدے ہیں منجملہ ان ضروری کاموں کے بدمعاشوں کی سرزنش کرنا بھی ہے تاکہ کوئی زمیندار اس قسم کی شوخی اور بیباکی کا خیال کبھی نہ لائے۔

کلمۂ دوم دوسری بات یہ کہ خالصہ کو کشادہ تر کرنا چاہیئے خصوصاً وہ علاقہ جو دہلی کے اردگرد ہے۔ آگرہ، حصار اور دریائے گنگ اور حدود سرہند تک سب کا سب علاقہ یا اس میں اکثر خالصہ ہو کیونکہ امورِ سلطنت میں ضعف کا سبب خالصہ کی کمی اور خزانہ کی قلت ہوا کرتی ہے۔

کلمۂ سوم یہ کہ جاگیر عطا کرنا بڑے بڑے امراء کے لیے مخصوص ہو۔ چھوٹے چھوٹے منصب داروں کو نقد دینا چاہیئے (جاگیر نہ دی جائے) جیسا کہ عہد

شاہجہاں میں قاعدہ تھا اس لیے کہ چھوٹے منصب دار جاگیروں پر قابو نہیں پاتے اس لیے ٹھیکہ دینے کی احتیاج ہوتی ہے۔ اس وجہ سے وہ اکثر اوقات مفلس رہتے ہیں اور اپنے آپ کو کارہائے بادشاہی میں پوری طرح مشغول نہیں کر سکتے۔

کلمۂ چہارم یہ کہ جو لوگ اس فتنہ میں غنیم (دشمن) کے ساتھی ہوئے ہیں ضروری ہے کہ ان کو جاگیر و منصب اور خدمت سے بے دخل کر دیں تاکہ ان کے بے پرچیز سزا کے قائم مقام ہو جائے اور دوسرے لوگ اس قسم کے مواقع پر "حق نمک" کی ادائیگی کے راستے سے نہ بھٹکیں۔

کلمۂ پنجم یہ کہ افواج بادشاہی کی ترتیب عمدہ طریقے پر کرنی چاہیئے اور یہ ترتیب تین طریقوں سے ہو سکتی ہے:

(۱) وہ داروغہ مقرر کیے جائیں جو مندرجہ ذیل تین صفتوں سے متصف ہوں

(ا) نجیب ہوں۔

(ب) بہادر ہوں اور اپنے ساتھیوں پر شفیق ہوں۔

(ج) تہہ دل سے بادشاہ کے خیر خواہ ہوں۔

(۲) جن لوگوں سے اس فتنہ میں بے غیرتی اور نمک حرامی سرزد ہوئی ہے ان کو معزول کر کے دوسروں کو داخلِ رسالہ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ ملازموں کی تنخواہیں بغیر تاخیر کے ان کو ملنی چاہیئں اس لیے کہ تاخیر کی صورت میں وہ لوگ سودی قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں اور ان کا اکثر مال ضائع ہو جاتا ہے۔

کلمۂ ششم خالصہ سے ٹھیکہ دہندگی کی رسم موقوف کر دی جائے۔ دیندار، واقف کار امین ہر جگہ مقرر کر دیے جائیں۔ ٹھیکہ دینے میں ملک خراب ہوتا ہے اور رعیت پامال و بدحال ہو جاتی ہے۔

کلمۂ ہفتم یہ کہ قاضی و محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو رشوت ستانی کی تہمت نہ لگائے گئے ہوں اور مذہب اہل السنت والجماعت رکھتے ہوں۔

کلمۂ ہشتم ....

ائمہ مساجد کو اچھے طریقے پر تنخواہ دی جائے۔ نماز با جماعت کی حاضری

کلمۂ نہم | کی تاکید اور ماہِ رمضان کی بے حرمتی کی ممانعت پورے طور پر کی جائے

یہ کہ بادشاہِ اسلام اور امرائے عظام ناجائز عیش و عشرت میں مشغول نہ

کلمۂ دہم | ہوں۔ گزشتہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں اور آئندہ گناہوں سے

بچتے رہیں۔ بالفعل اگر ان دس کلمات پر عمل کریں گے مجھے امید ہے کہ بقاء سلطنت۔ تائید غیبی اور نصرتِ الٰہی میسر ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ یعنی مجھے توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوئی اور اسی کی ذات پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

نوٹ: حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے مکتوب میں خالصہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد وہ علاقہ ہے جو براہِ راست مرکزی حکومت یعنی بادشاہ کے تحت ہوتا تھا۔ اس کے محاصل بادشاہ اپنے افسروں کے ذریعہ وصول کرتا تھا۔ اس کے خلاف جاگیر کا علاقہ ہوتا تھا جس کے محاصل جاگیردار وصول کرتے تھے اور جس کا براہِ راست مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔

(سیاسی مکتوبات ص ۱۶۶)

تبصرہ | حضرت محدث دہلوی نے اپنے مکتوب میں جو یہ فرمایا ہے کہ: قاضی و محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو رشوت ستانی کی تہمت نہ لگائے گئے ہوں اور مذہب اہل السنّت والجماعت رکھتے ہوں اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو اہل السنّت والجماعت کے عنوان کو مذموم فرقہ واریت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ عنوان ایک ایسا عنوان ہے جس کے ذریعے اسلام حقیقی کا حصول آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دینِ اسلام وہی ہے جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے اور قرآن و سنّت کو بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرنے والے چونکہ تمام صحابہ کرامؓ ہیں اس لیے سُنّتِ رسول کے بعد جماعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے سے ہی دینِ حق کی صحیح نشاندہی ہو سکتی ہے۔ اسی بنا پر حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے

ما انا علیہ واصحابی

ارشاد فرمایا ہے یعنی میری امت میں سے وہی لوگ آخرت میں نجات پائیں گے جو میری اور میرے اصحاب کی پیروی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی صراطِ مستقیم پر چلنے اور چلانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

جمیعۃ علماء اسلام کی سیاست

ماہنامہ حق چاریارؓ نومبر ۱۹۹۰ء میں میرا ایک مفصل مضمون بعنوان "الیکشن ۱۹۹۰ء، علماء اسلام نے کیا کھویا کیا پایا" شائع ہوا تھا جس میں بندہ نے دوسری سیاسی جماعتوں کے علاوہ جمیعۃ علماء اسلام کے دونوں دھڑوں حضرت درخواستی گروپ اور مولانا فضل الرحمن گروپ کے سیاسی مؤقف پر تنقید کی تھی۔ اسی سلسلہ میں مولانا فضل الرحمن کی سیاست کے تحت عرض کیا تھا کہ: ان کی سیاسی پالیسی سے ہمیں اتفاق نہیں ہو سکا۔ پہلے وہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے خلاف ایم آر ڈی میں شامل رہے جس کی وجہ سے بے نظیر کو تقویت ملی۔ پھر بے نظیر سے نفاذ شریعت کے معاملے میں امیدیں بھی وابستہ کرتے رہے ہیں اور بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک میں بھی انہوں نے اسلامی جمہوری اتحاد کا ساتھ نہیں دیا اور نہ ہی عورت کے وزیر اعظم بننے کے خلاف انہوں نے کبھی کوئی بیان دیا ہے۔ آخر بے نظیر سے اسلامی شریعت کے نفاذ کی توقع کیونکر کی جا سکتی تھی الخ

یہاں میں نے بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کے سلسلے میں جو لکھا ہے اس کے ردِ عمل میں میرے پاس بعض حضرات کے خطوط آئے ہیں کہ یہ تم نے غلط لکھا ہے کیونکہ عدم اعتماد کی تحریک میں تو مولانا فضل الرحمن صاحب نے اسلامی جمہوری اتحاد کی کھل کر تائید کی تھی جس میں سے ایک مفصل مکتوب بلوچستان کے ایک مولانا رشید احمد رشید بلوچ صاحب کا ہے جس میں انہوں نے مولانا فضل الرحمن کے سیاسی مؤقف کی پوری حمایت کی ہے اور ایک ابوظہبی سے شیخ اشتیاق حسین صاحب عثمانی کا ہے۔ انہوں نے بھی اس پر سخت اعتراض کیا ہے۔ یہ وہی شیخ اشتیاق حسین ہیں جنہوں نے نقیب ختم نبوت کے بعض مضامین کی بنا پر مولوی عطاء المحسن شاہ صاحب کو ایک سخت خط لکھا ہے اور اس کی نقلیں انہوں نے کئی اور حضرات کو بھی بھیجی ہیں اور ایک نقل انہوں نے قاضی شمس الدین صاحب درویش کو بھی بھیجی ہے جس کے متعلق جناب درویش صاحب نے لکھا ہے کہ یہ خط درحقیقت میدان چکوال ہے، حالانکہ یہ خط انہوں نے خود لکھا ہے اور ہم نے ماہنامہ حق چاریارؓ میں اس کو شائع نہیں کیا کیونکہ ہمارا مقصد مسلک حق کی تائید و نصرت ہے اور قاضی شمس الدین صاحب یا حکیم محمود احمد صاحب ظفر کو بھی یزیدیت کے مسئلے میں اسی وجہ سے مخاطب بنا رہا ہوں۔ ہمارا مقصد ذاتیات سے بالاتر ہو کر محض مسلک حق کی ترجمانی کرنا ہے۔ واللہ الموفق۔

اعتذار

بے نظیر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک میں مولانا فضل الرحمٰن کے متعلق جو لکھا گیا ہے اس پر ان سے اور دوسرے حضرات سے معذرت خواہ ہوں لیکن عدم اعتماد کا ایک دوسرا موقع بھی آیا ہے جس میں مولانا فضل الرحمٰن نے آئی جے آئی کا ساتھ نہیں دیا اور میرے پیشِ نظر بھی دراصل وہی تھا جس میں ذہول ہو گیا۔ ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۸ء کو بے نظیر نے قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت کی بنا پر اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا تھا۔ جنگ راولپنڈی ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۸ء میں یہ کارروائی شائع ہوئی تھی کہ:

"قرارداد کے پیش ہوتے ہی قومی اسمبلی کے ارکان کی واضح اکثریت نے پُرجوش انداز میں کھڑے ہو کر اور ڈیسک بجا کر اپنے اعتماد کا اظہار کیا جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد اور بعض دوسرے گروپ کے ارکان کی طرف سے اعتماد کے ووٹ کی مخالفت کی گئی۔ بے نظیر بھٹو کے حق میں ۱۴۸ ووٹ اور مخالفت میں ۵۵ ووٹ آئے جبکہ ولی خان اور مولانا فضل الرحمٰن اپنے گروپوں سمیت غیر حاضر تھے۔"

مولانا فضل الرحمٰن کی مبارکباد

۲ر دسمبر کو بے نظیر بھٹو نے پاکستان کے وزیر اعظم کی حیثیت سے ایوانِ صدر میں حلف اٹھایا تھا جس پر مولانا فضل الرحمٰن نے بے نظیر کو مبارک باد دی تھی۔ چنانچہ نوائے وقت لاہور ۵ر دسمبر ۱۹۸۸ء میں مولانا موصوف کا یہ بیان شائع ہوا:

"جمعیۃ علماءِ اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ ان کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے اسلامی نظام۔ اقتصادی خوشحالی اور انسانی حقوق کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کی حمایت کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ علماءِ اسلام ان مقاصد اور ایسے مثبت اقدامات کے لیے پیپلز پارٹی کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کام کرے گی۔ تاہم اگر کوئی اختلاف پیدا ہوا تو وہ اس کے اظہار میں نہیں ہچکچائے گی۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ میں نے بے نظیر بھٹو کو وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد اور خیر سگالی کا پیغام بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم کو وزیر اعظم سے بہت توقعات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم کی کامیابی کا انحصار ان کی پالیسیوں پر ہے۔ پیپلز پارٹی کو ماضی میں عوام کی خدمت کا کریڈٹ حاصل رہا ہے اور اسے جمہوریت کی بحالی کے لیے مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے الخ"

تبصرہ

وزیر اعظم بے نظیر کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماءِ اسلام کی طرف سے اس کی وزیر اعظم بننے پر مبارکباد دینا جائز نہ تھا کیونکہ وہ ایک عورت ہے اور پھر شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کا نکاح آصف زرداری سے شیعہ فقہ جعفری مسلک

پر پڑھا گیا تھا اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے دور میں کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی طرف سے رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۹ء میں جو "اسلامی منشور" شائع ہوا تھا اس میں ۱۹۵۱ء کے اجلاس میں مختلف فرقوں کے علماء نے جو ۲۲ اسلامی نکات منظور کیے تھے وہ بھی شامل تھے۔ اس میں نمبر (۱۲) کے تحت یہ لکھا تھا کہ: رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین۔ صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے مختلف نمائندوں کو اعتماد ہو۔

(۲) اس اسلامی منشور میں یہ بھی لکھا تھا کہ (۵) خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ادوارِ حکومت و آثار کو اسلامی نظام حکومت کے جزئیات متعین کرنے کے لیے معیار قرار دیا جائے گا۔ (۶) مملکت کی کلیدی اسامیاں غیر مسلموں اور مرتدوں کے لیے ممنوع قرار دے دی جائیں گی۔ (۷) صدر مملکت کا مسلمان ہونا اور پاکستان کی ۹۸ فی صد اکثریت اہلسنت کا ہم مسلک ہونا ضروری ہوگا۔

لیکن مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور دوسرے سیاسی علماء نے عموماً جمعیۃ علماء اسلام کے سابق اسلامی منشور کے ضروری دفعات کو ملحوظ نہیں رکھا اور ان کی اسی کمزوری کی وجہ سے شیعیت اور مودودیت کو اقتدار میں گھسنے اور ترقی کرنے کے مواقع میسر آ گئے۔ اسلامی منشور میں مسلمان کی قانونی تعریف یہ کی گئی تھی کہ:

> وہ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے ان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و اسلاف رحمہم اللہ اجمعین کی تشریحات کی روشنی میں حجت سمجھے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی نبوت کا اور نہ کسی (نئی) شریعت کا قائل ہو۔"

شیعہ تو شیعہ اس قانونی تعریف کا مصداق تو مودودی صاحب کی جماعتِ اسلامی بھی نہیں قرار دی جا سکتی کیونکہ ان کے جماعتی دستور میں تو یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو بھی معیارِ حق نہ سمجھے الخ۔ ان کے اسی عقیدہ کی تردید میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" شائع فرمائی تھی جس میں عصمت انبیاء علیہم السلام اور صحابۂ کرام کے معیارِ حق ہونے پر مدلل بحث کر کے مودودی نظریات کا رد کیا ہے۔ بڑی محققانہ تصنیف ہے۔ اس کا مقدمہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اور مکتبہ برنولی ضلع میانوالی سے مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم مدرسہ اشرف العلوم برنولی نے اس کتاب کا جواید یشن

شائع کیا ہے اس کا ابتدائیہ بندہ نے لکھا ہے ۔ بہرحال مروجہ جمہوری نظام میں چونکہ حکومت وزیر اعظم کی ہوتی ہے اس لیے صدر ہو یا وزیر اعظم دونوں کے لیے پاکستان میں مسلمان مرد ہونا اور اصولی طور پر مذہب اہل سنت کا پیروکار ہونا لازمی ہے ۔ علماء کو اس میں بے جا لچک اور رواداری نہیں اختیار کرنی چاہیئے ۔ بہرحال جو کچھ ہوا آئندہ محتاط رہنا چاہیئے ۔

جمعیۃ علماء اسلام کا اتحاد

اخباری بیانات کے مطابق جمعیۃ علماء اسلام کے دونوں دھڑوں میں اتحاد ہو چکا ہے ۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی مرکزی امیر نے مولانا فضل الرحمٰن کو ناظم اعلیٰ (جنرل سیکرٹری) اور مولانا سمیع الحق صاحب کو نائب امیر اوّل بنا دیا ہے ۔ خدا کرے یہ اتحاد مستحکم ہو اور جمعیۃ علماء اسلام پاکستان میں مذہب اہل السنت والجماعت کی بنا پر حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور جنتی جماعت صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی شرعی عظمتوں کی حفاظت کریں اور سواد اعظم اہل السنت والجماعت کی صحیح نمائندگی کر کے پاکستان میں حضرات خلفاء راشدین کی اتباع میں اسلامی نظام حکومت قایم کر دیں ۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔

خادم اہلسنت

مظہر حسین غفرلہ

حمد باری تعالیٰ

حمد و ثنا سے لب پر میرے طرفہ حلاوت آتی ہے
میرے دل کے ویرانے میں تازہ بہاریں لاتی ہے

تیرے ذکر سے قلبِ حزیں کو چین ملا، آرام ملا
یاد سہانی خوشبو بن کر نس نس میں بس جاتی ہے

روشن صبحیں، رنگیں شامیں قدرت کے آئینے ہیں
سب میں جلوہ گری ہے تیری سب میں عکس صفاتی ہے

سب کے عقل و فہم سے بالا رنگ ہیں تیری قدرت کے
تیری قدرت منظر منظر جلوہ نیا دکھاتی ہے

دھڑکن دھڑکن حمد ہے تیری رنگ ثنا ہے اشکوں میں
تیری ہی عظمت کے مولا ہر اک شے گن گاتی ہے

تیری ہی شہادت دیتا ہے شہکار ہے جو بھی فطرت کا
دامنِ دل میں وحدت تیری کیا کیا پھول کھلاتی ہے

حافظ کی مدحت میں ہم کو ایک نیا انداز ملا
ایک نرالی خوشبو ہر اک شعر سے ہم کو آتی ہے

حافظ لدھیانوی

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اکابرینِ اُمت کی نظر میں

دوسری قسط — حافظ محمد اقبال رنگونی ، مانچسٹر

حضرت امام شافعیؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت امام شافعیؒ (۲۰۴ھ) سے مشاجرات صحابہ رض کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا :

”یہ وہ خون ہے جس سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے ، اس لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی زبانوں کو بھی (ان کی عیب جوئی سے) اس خون سے آلودہ نہ کریں “ (شرح فقہ اکبر ص ۸۶)

مطلب یہ کہ مشاجرات صحابہ رض میں سکوت اختیار کرنا اسلم طریقہ ہے اس لیے کہ حضرات صحابہ کرام رض کے بارے میں ذرہ برابر بھی لب کشائی خطرۂ ایمان ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ :

”اگر قرآن وسنت میں دلیل نہ ہو تو ہم صحابہ کرام رض کے سب اقوال یا ان میں سے کسی ایک قول کی طرف رجوع کریں گے ۔ صحابہ کرام رض دین کے امین ہیں اور ہمارے لیے صحابہ کرام رض کی اتباع ان کے بعد والوں کی اتباع سے بہتر ہے “ (ازالۃ الخفاء مترجم ص ۶۴)

حضرت یحییٰ بن معینؒ کا ارشاد

علم جرح و تعدیل کے مشہور امام سیدنا یحییٰ بن معینؒ (۲۳۳) فرماتے ہیں کہ :

”جو بھی صحابیٔ رسول ﷺ کو برا کہے وہ دجال ہے ۔ اس سے حدیث ہرگز نہ لکھی جائے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو“ ۔ (تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۵۰۹)

حضرت اسحٰق بن راہویہؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت اسحٰق بن راہویہ شافعی (۲۳۸ھ) فرماتے ہیں :

”جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رض کو برا کہا اسے سزا دی جائے اور

قید کر دیا جائے۔ یہی ہمارے بہت سے شوافع کا مسلک ہے۔

حضرت علامہ ابن الانباریؒ کا ارشاد

محدث کبیر حضرت علامہ ابن الانباریؒ (۳۲۸) فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام رض کی عدالت کا یہ مطلب تو نہیں کہ ان کے لیے عصمت ثابت ہے اور ان سے معصیت کا صدور محال ہے (کیونکہ عصمتِ انبیاء ہی مسلمہ عقیدہ ہے) بلکہ مُراد یہ ہے کہ انہوں نے ہم سے جو دین کے احکام نقل کیے وہ بغیر کسی تکلف اور عدالت کے اسباب کی بحث کے اور بلا طلب تزکیہ اسے قبول کیا جائے گا۔ (الاسالیب البدیعۃ صہ ۱۸)

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رض عادل اور پاک ہیں۔ ان کے بارے میں بدگمانی اور لب کشائی کسی صورت میں جائز نہیں ہو گی!

حضرت سحنونؒ کا ارشاد

حضرت سحنونؒ فرماتے ہیں کہ:

"جو شخص کسی صحابی رسولؐ کے ساتھ کفر و انکار کرے مثلاً حضرات شیخین رض عثمان ذوالنورین رض یا علی المرتضےٰ رض کے بارے میں بکواس کرے اس کو دردناک سزا دی جائے"۔

ابو محمد بن زیاد جناب سحنونؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ "جو شخص خلفاء اربعہؓ کے بارے میں یہ کہے کہ یہ حضرات کفر و ضلالت پر تھے اس کو قتل کر دیا جائے اور ان کے علاوہ کسی اور صحابی کے بارے میں کچھ کہے تو اس کو سخت سزا دی جائے"۔ (شفاء جلد ۲ صہ ۴۹ ترجمہ)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت امام بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

"صحابہ رض کا گروہ ان تمام لوگوں سے افضل ہے جنہوں نے آپؐ کی زیارت نہیں کی گو وہ کتنے ہی اعمال حسنہ کے ساتھ خدا کے حضور میں کیوں نہ حاضر ہوں۔ اپنے شرف صحبت نبوی کے اعتبار سے یہ لوگ جمیع تابعین پر بھی فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ وہ کتنے ہی اعمالِ خیر کے حامل کیوں نہ ہوں۔ پس جس شخص نے ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کی تنقیص کی یا کسی کے خلاف اپنے دل میں بُغض رکھا وہ بدعتی ہے"۔ (المناقب لابن جوزی صہ ۱۶۱)

آپ کا ارشاد ہے :-

"کسی شخص کے لیے جائز ہی نہیں کہ صحابہ کرام رض کی برائی کا تذکرہ کرے یا ان پر عیب اور نقص کا طعن کرے۔ جو شخص ایسی حرکت کا مرتکب ہو تو اسے سزا دینا واجب ہے۔ اسے معاف نہیں کیا جائے گا اسے تو خوب سزا دی جائے گی اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو قابلِ قبول۔ اور اگر نہیں تو پھر سزا دی جائے گی یہاں تک کہ مر جائے یا توبہ کر لے" (الصارم المسلول ص ۵۷۳)

آپ رح کا ارشاد ہے :

"تم جس شخص کو کسی صحابی کا برائی کے ساتھ ذکر کرتے دیکھو تو اس کے ایمان و اسلام کو مشکوک سمجھو" (ایضاً)

عقیدہ سفارینی میں ہے کہ :

"امام احمد رح اس شخص پر نکیر فرماتے تھے جو اس بحث (یعنی مشاجرات صحابہ رض) میں الجھا ہو اور فضائل صحابہ رض میں جو احادیث آئی ہیں انہیں قبول فرما کر ان لوگوں سے برأت کا اظہار کرتے تھے جو صحابہ کو گمراہ یا کافر کہتے ہیں۔ (عقیدہ سفارینی جلد ۲ ص ۳۸۶)

حضرت امام بخاری رح کا ارشاد

سیدنا حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رح (۲۵۶) سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا حضرت معاویہ رض اور حضرت عمر بن العاص رض کی شان میں گستاخی کرے یا کمی کرے تو کیا اسے رافضی کہا جائے گا، امام بخاری رح نے ارشاد فرمایا :

"ان دونوں حضرات پر طعن کی جرأت وہی شخص کرے گا جو بدباطن ہو گا۔ صحابہ کرام رض میں سے کسی پر بھی جو شخص طعن کرے گا وہ ضرور باطن میں برا ہو گا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۳۹)

حضرت ابوذرعہ رح کا ارشاد

امام مسلم رح کے استاذ حضرت عبید اللہ بن عبد الکریم المعروف ابوذرعۃ الرازی رح (۲۶۴ھ) فرماتے ہیں :

"جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام رض میں سے کسی کی بھی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندیق ہے اس لیے کہ قرآن حق ہے، رسول حق ہے، جو تعلیمات آپ لے کر آئے

وہ حق ہیں اور یہ سب چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابہ کرام رضہ کے سوا کوئی نہیں۔ تو جو شخص ان کو برا کہتا ہے وہ کتاب و سنت کو باطل کرنا چاہتا ہے لہٰذا خود اس کو برا کہنا زیادہ صحیح ہے اور اس پر گمراہی اور زندقہ کا حکم لگانا زیادہ قرین حق و انصاف ہے۔

(الاصابہ جلد ا صنا عقیدہ سفارینی جلد ۲ صت ۳۸۹)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہؒ سے اصولِ دین کے بارے میں اہلِ سنّت کا مسلک پوچھا تو آپ نے نہایت تفصیل سے اس کو بیان فرمایا۔ اسی میں آپؒ نے یہ بھی فرمایا:

"ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں بہترین ابوبکر صدیق رضہ ہیں پھر عمرؓ بن الخطاب پھر عثمانؓ بن عفان پھر علی رضہ بن ابی طالب اور یہ چاروں خلفاء راشدین مہدیین ہیں پھر وہ عشرہ مبشرہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس دنیا ہی میں) جنت کی خوشخبری دے دی (اور اصول دین میں سے یہ بھی ہے کہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب پر رحمت بھیجنا اور ان کے درمیان جو اختلاف ہوا ان میں سکوت اختیار کرنا ہے۔"

(ابو ذرعۃ الرازی وجهوده فی السنۃ النبویۃ ج ا صت ۲۲۶)

حافظ ابن عساکرؒ نے ابو ذرعہؒ سے نقل کیا کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ:

میں حضرت معاویہ رضہ کو مبغوض رکھتا ہوں۔ ابو ذرعہ رحؒ نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضہ نے حضرت علی رضہ سے قتال کیا۔ ابو ذرعہؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے۔ یاد رکھو معاویہ رضہ کا پروردگار رحیم ہے اور حضرت معاویہ رضہ کا مخالف (یعنی سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضہ) بھی بزرگ مخالف ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے درمیان تو کیوں دخل اندازی کر رہا ہے۔ (ایضاً صت ۲۳۲)

حضرت امام طحاویؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاویؒ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

"ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اور کسی کی شان میں افراط و تفریط سے کام نہیں لیتے نہ ان سے برات کرتے ہیں اور بغیر حق (خیر) کے ان کا ذکر نہیں کرتے۔ ان کی محبت دین ہے۔ ایمان ہے۔ احسان ہے اور ہم ان لوگوں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں جو صحابہ کرامؓ کا دشمن ہے اور ان کی شان میں سوائے خیر کے اور کوئی بات نہیں کرتے اور ان کی شان میں گستاخی اور بغض کو کفر اور نفاق و فسق سمجھتے ہیں۔" (عقیدۃ الطحاوی صت ۱۲)

حضرت شیخ شبلیؒ کا ارشاد

حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ (۳۳۴) کا ارشاد ہے:
"وہ جس نے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر نہ کی حقیقت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ایمان نہ لایا" (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم صہ ۶۲)

حضرت عباد شامیؒ کا ارشاد

سیدنا شیخ عباد بن عباد الخواص الشامیؒ فرماتے ہیں:
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کے امام تھے اور آپ کے صحابہؓ اپنے بعد میں آنے والے لوگوں کے امام تھے" (سنن دارمی جلد اول)

علامہ ابن حزمؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت علامہ ابو محمد علی بن احمد ابن حزمؒ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:
"تمام صحابہ قطعی طور پر جنتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ (بعد کے لوگوں کے) برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ درجہ کے اعتبار سے ان لوگوں کے مقابلہ میں عظیم تر ہیں جنہوں نے انفاق اور قتال کیا اور اللہ نے اچھائی (جنت) کا وعدہ سب ہی سے کیا ہے۔ (پ ۲۷) اور فرمایا جن کے لیے پہلے سے ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی وہ اس سے دور رہیں گے۔" (پ ۱۷ الانبیاء)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ سب کے سب اہل جنت میں سے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (الاصابہ ج ۱ صہ ۱۰ الفصل ج ۴ صہ ۱۱۶) آپؒ یہ بھی لکھتے ہیں:
"کوئی شکل ہی نہیں کہ صحابہ کرام میں سے اقل (کم) درجہ والے کو بھی کوئی دوسرا آدمی پہنچ سکے۔" (الفصل ج ۴ صہ ۱۱۷)

علامہ خطیب بغدادیؒ کا ارشاد

حضرت علامہ خطیب بغدادیؒ (۴۶۲ھ) عظمت صحابہؓ کے سلسلے میں قرآنی آیات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
"اور قرآن ہی کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہؓ کی عظمت بیان کی ہے اور ان کی عظمت کے بیان میں طویل کلام فرمایا ہے اور ان کی تعریف فرمائی ہے ..." (الکفایہ ۴۸)
علامہ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) علامہ خطیب بغدادیؒ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"انہوں نے کہا کہ صحابہ رض کی عدالت معلوم اور متعین چیز ہے اس لیے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کو عادل قرار دیا ہے اور ان کی طہارت و پاکیزگی کی خبر دی ہے اور بتلایا ہے کہ اسی نے ان کو (اپنے نبی کی صحبت کے لیے) چنا ہے .... ان سب کا یہ تقاضا ہے کہ صحابہ کرام رض کی تعدیل قطعی ہے اور ان میں کا کوئی بھی اللہ کی تعدیل کے بعد کسی مخلوق کی تعدیل کا محتاج نہیں ہے .... اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں اس طرح کی آیات اور احادیث ثابت نہ ہوتی جب بھی ان کے عام حالات مثلاً ہجرت، جہاد، اسلام کی نصرت و تائید میں جان و مال خرچ کرنا اور دین کے لیے اپنے باپ بیٹوں کو قتل کرنا اور ایمان و یقین کی قوت وغیرہ امور ان کی تعدیل و توثیق پر قطعی شہادت ہیں ۔ یہ حالات اس کے مقتضی ہیں کہ ان کے بارے میں صاف ستھرا اعتقاد رکھا جائے ۔ ان کے یہ حالات بتاتے ہیں کہ سارے صحابہ رض بعد کے تمام لوگوں سے افضل تھے ۔ یہی سارے علماء اور ان کا جن کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے مذہب ہے ۔" (الاصابہ ج ۱ ص۱۰)

علامہ موصوف صحابہ کرام رض سے مروی احادیث کی عظمت کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

"راویوں کے احوال میں نظر کرنا تو ضروری ہے سوائے صحابہ کرام رض کے ۔ کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کی ہو اس لیے کہ صحابہ رض کی عدالت ثابت اور معلوم ہے ۔ (الکفایہ ص۴۶)

علامہ ابن عبد البر رح کا ارشاد

حضرت علامہ یوسف بن عبد اللہ المعروف بابن عبد البر رح (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

"حضرات صحابہ رض ہر زمانہ کے افراد سے افضل ہیں اور وہ بہترین امت ہیں جسے لوگوں (کی ہدایت) کے لیے اللہ نے پیدا فرمایا ۔ ان سب کی عدالت اس طرح ثابت ہے کہ اللہ نے بھی ان کی تعریف و توصیف فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ۔ ان سے بڑھ کر کون عادل ہو سکتا ہے جنہیں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور نصرت کے لیے چن لیا ہو ۔ کسی شخص کے حق میں عدالت و ثقاہت کی کوئی شہادت اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی ۔" (الاستیعاب تحت الاصابہ ج ۱ ص۲)

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"اللہ جس سے راضی ہو گیا پھر اس سے کبھی بھی ناراض نہیں ہو گا۔ ظاہر ہے کہ قرآن نے صحابہ کرام کے بارے میں رضی اللہ عنہم کا مژدہ سنایا ہے۔" (ایضاً صـ۳)

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے بارے میں خبر دے چکے ہیں کہ وہ بہترین امت تھے جو لوگوں کے لیے دین حق کے گواہ بنائے گئے۔ وہ کافروں پر سخت رہے آپس میں نرم اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی جگہ ان کی تعریف فرمائی ہے۔ (کتاب التمہید ج ۳ صـ۲۰)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

"سب صحابہ ثقہ اور امانت دار ہیں، عادل ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا۔ ان میں سے ہر ایک نے جو بات حضورﷺ سے نقل کی وہ واجب القبول ہے اس بات کی اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دی ہے۔" (ایضاً صـ۲۶۳ جلد۴)

علامہ سرخسیؒ کا ارشاد

حضرت علامہ ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسیؒ (۴۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

"جس نے صحابہ کرامؓ میں طعن کیا تو وہ بے دین ہے۔ اسلام کو پیٹھ پیچھے ڈالنے والا ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو اس کا علاج تلوار ہی ہے۔ (اصول سرخسیؒ ج۲ صـ۱۳۴)

حضرت امام غزالیؒ کا ارشاد

سیدنا حضرت امام محمد بن محمد غزالیؒ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

"تمام صحابہ کرامؓ سے ایک مسلمان حسن ظن رکھے اور ان کی تعریف کرے جیسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مدح و ثناء کی ہے......... (احیاء العلوم ج ۱ صـ۸۲)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بعض لوگ (صحابہ کرامؓ کے بارے میں) اس حد تک ان کے منہ آئے ہیں کہ ان کے حق میں دریدہ اور گندہ دہنی اور بے ہودہ گوئی کی کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ مگر اہلسنت والجماعت جیسا کہ دیگر مسائل میں اعتدال سے کام لینے کے عادی ہیں یہاں بھی (یعنی حضرات صحابہؓ کے درمیان بھی) اس زریں پالیسی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور واقعات بھی

اس بات کے مقتضی ہیں کیونکہ قرآن وحدیث نبویہ مہاجرین وانصار کی مدح سرائی سے بھری پڑی ہیں۔ تواتر سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک صحابی کو توصیفی کلمات سے یاد فرمایا ہے (چند احادیث نقل فرما کر لکھتے ہیں) جب یہ بات ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حق میں حسن ظنی سے کام لینا چاہیئے ...... یہ تو عام صحابہ کا حال ہے۔ اب رہے خلفاء راشدین سو وہ تمام صحابہ اور دیگر افراد امت سے افضل ہیں اور جیسے ان کی خلافت یکے بعد دیگرے متحقق ہوئی (اس کے بعد حضرت الامامؒ نے خلفاء راشدین کی الگ الگ فضیلت وخلافت پر سیر حاصل کلام فرمایا ہے دیکھئے الاقتصاد ص ۱۵۶ اردو ترجمہ)

اس کتاب میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ:

"ان صحابہؓ کے ہر فرد کے بارے میں کوئی خاص تعریف وارد ہے جس کو نقل کرنے میں طوالت ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان کے بارے میں یہی اعتقاد رکھے اور کوئی بُرا گمان قائم نہ کرے۔" (الاقتصاد)

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"مقام رضا سے فائق وافضل کوئی مقام نہیں۔" (از تفسیر ماجدی ص ۴۲۲)

حضرت علامہ نسفیؒ کا ارشاد

حضرت علامہ نجم الدین ابی حفص عمر بن محمد نسفیؒ (۵۳۷ھ) فرماتے ہیں:

"ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر سیدنا صدیق اکبرؓ پھر سیدنا عمرؓ پھر سیدنا عثمانؓ پھر سیدنا علی المرتضیٰؓ ہیں ...... اور ہم صحابہ کرام کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں کہتے اور ہم عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔" (عقائد نسفیہ ص ۱۸۲)

علامہ قاضی عیاضؒ کا ارشاد

حضرت علامہ قاضی ابوالفضل عیاض بن عمر مالکیؒ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

"صحابہ کرامؓ کی عزت وتوقیر حسن سلوک، ان کی اقتداء ان کا اکرام ان کی تعریف وتوصیف

ان کے لیے طلب رحمت، ان کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے آپس کے معاملات سے پہلوتہی کرنا واجب ہے... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف و توقیر درحقیقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعظیم و توقیر ہے۔" (شفاء ج ۲ ص ۱۰۳)

آپ کا ارشاد ہے:

"ہم صحابی کو اس لیے فضیلت دیتے ہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں صاحب عزت و حرمت ہیں۔" (شفاء ج ۲ ص ۴۹۳)

آپ یہ بھی لکھتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے یہ ہے کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کی جائے، ان کے ساتھ نیک سلوک ہو، ان کے حقوق پہچانے جائیں اور ان کا اتباع کیا جائے، ان کی مدح و ثنا کی جائے، ان کے لیے استغفار کیا جائے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کی جائے۔" (الاسالیب البدیعہ ص ۴۶۳)

آپ کا ارشاد ہے:

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو برا کہنا گناہ کبیرہ ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اسے سزا دی جائے گی۔" (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۰)

حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دوسری تمام امتوں سے افضل ہے۔ سب سے افضل امتی وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کی تصدیق کی۔ آپ سے بیعت کی اور فرمانبرداری کا طوق گردن میں ڈالا۔ آپ کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی۔ آپ کی عزت کی مدد کی۔ اپنی جان اور اپنا مال آپ کے لیے راہ حق میں صرف کر دیا۔ اس زمانہ کے لوگوں میں (جو بذات خود بھی افضل الامت تھے) زیادہ افضل وہ ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت فرمائی جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے یہ چودہ سو افراد تھے ان میں سے تیرہ سو تیرہ اہل حدیبیہ سے بہتر اصحاب بدر تھے... ان میں سے دس بہتر ہیں جن

کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ یہ قطعی جنتی ہیں۔ نام یہ ہیں۔
ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن
بن عوف، حضرت سعد، حضرت سعید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین۔
ان دس میں سے چاروں خلفاء نیکوکار اور افضل ہیں۔" (غنیۃ الطالبین ص۱۰۸)

مشاجرات صحابہؓ کے سلسلے میں آپ کا ارشاد ہے کہ:

"اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا ہے اس
سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا واجب ہے اور ان کے حق میں برے کلمات کہنے سے
پرہیز کیا جائے اور ان کی نیکیاں اور فضائل بیان کرنا واجب ہے۔" (غنیۃ الطالبین ص۱۱۸)

حضرت شیخ سہروردیؒ کا ارشاد

شیخ المشائخ حضرت ضیاء الدین سہروردیؒ (۵۶۳ھ) فرماتے ہیں:

"جو شخص کتاب و سنت کے ظاہر کو اور صحابہ کرامؓ کو اور جمہور امت کے اجماع کی اتباع
کو چھوڑ دے وہ فاسق ہے۔" (آداب المریدین ص۸ ترجمہ از حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ)

حضرت شیخ رفاعیؒ کا ارشاد

عارف ربانی حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعیؒ (۵۷۸ھ) فرماتے ہیں:

"صحابہ سب کے سب ہدایت پر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ
نے فرمایا۔ "اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔" (اس لیے) صحابہؓ کے درمیان جو اختلافات
ہوئے ان (کے تذکرہ) سے زبان روک لینا واجب ہے اور (اس کے بجائے) ان کے
کمالات و محاسن بیان کرنا چاہیئے۔ ان سے محبت رکھنا چاہیئے، ان کی تعریف کرنا
چاہیئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ صحابہ سے محبت رکھو ان کے ذکر و تذکرہ سے
برکت حاصل کیا کرو اور ان جیسے اخلاق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔" (البرہان المؤید ص۳۸ اردو ترجمہ)

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو ولی کسی صدیق یا صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ ان حضرات کو مبارک اور
پاک نظر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر کو اٹھا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت

تک پہنچا دیا۔ انہوں نے آپؐ سے محبت کی آپؐ نے ان سے محبت کی۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ پس اگر تم اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضؓ کی پیروی سے قرب حاصل کرو" (ایضاً صـ ۲۱۴)

علامہ شہرستانی رحؒ کا ارشاد

حضرت علامہ عبدالکریم شہرستانی رحؒ (۵۴۸ھ) نے اپنی تصنیف الملل والنحل میں متعدد آیات قرآنیہ سے صحابہ کرام رضؓ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے ان لوگوں کی شدید مذمت کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضؓ کو برا کہتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ "ان آیات کریمہ میں صحابہ کرام رضؓ کی عظمت و شان پر جو اللہ کے ہاں انہیں حاصل ہے اور ان کے مقام و مرتبہ پر جو اللہ کے رسول کے یہاں انکا ہے بڑی دلیل ہے۔ پھر میں نہیں جانتا کہ کیسے کوئی دینی شخص صحابہ کرام رضؓ کو برا بھلا کہنے کو جائز سمجھتا ہو اور ان کی طرف کفر کی نسبت کرتا ہو (یعنی مومن کبھی ایسا نہیں کہہ سکتا) (الملل والنحل تحت الفصل الملل والنحل لابن حزم ج ۲ صـ ۴)

آیۃ اللہ

ہر اک تخلیق ہے ایک آیۃ اللہ
فرشتے ہوں، اجنہ ہوں کہ شیطاں

مظاہر خیر و شر کے سب ہیں آیات
انہیں میں ایک آیۃ تھا وہ انساں

کہ جس کا شر عجم سے تا عرب تھا
تھا ابلیس بھی تھا جس پہ حیراں

بہایا خون لاکھوں کا ہی برسوں
لہو میں غرق ہیں بغداد و تہراں

ہوئی منسوخ وہ آیۃ تو کیا ہے؟
رہے گی اس کے معنی کی تو گرداں

نئی ہو گی بہر عہد اس کی تفسیر
فروغ شر تو رہنا ہے بہر آں

وہ شر تھا خسروی جب روح اشرار
تو ختم شر کا اب بھی کیا ہے امکاں؟

خسروی

صحابہؓ نے ہماری رہبری کی

بڑی ہے شان اصحابِ نبیؐ کی
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ کی

صحابہؓ سب تھے شیدائے نبوّت
ہمارے دل میں ہے الفت سبھی کی

محبت قلب میں جس کے نہیں ہے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثماںؓ علیؓ کی

حقیقت ہے کہ اس دل میں نہیں ہے
ذرا بھی عزّت و عظمت نبیؐ کی

وہ سب منزل پہ جا پہنچے سلامت
صحابہؓ کی جنہوں نے پیروی کی

صحابہؓ چرخِ دیں کے ہیں ستارے
صحابہؓ نے ہماری رہبری کی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ ختم الرسل ہیں
ضرورت اب نہیں باقی نبیؐ کی

نبیِ قادیاں جھوٹا نبی ہے
نہ مانو بات اس جھوٹے نبی کی

ہمیشہ جھوٹ ہی بکتا رہا ہے
نہ سچی بات ظالم نے کبھی کی

نہ نکلی پیش گوئی کوئی سچی
نہ قسمت نے ہی کوئی یاوری کی

خلیفہ اس کے جتنے بھی ہوئے ہیں
رہے تبلیغ کرتے سب بدی کی

نہ مانی بات قرآن و نبیؐ کی
رہے کرتے ہمیشہ اپنے جی کی

ہوں شیعہ، خارجی یا قادیانی
نہ مانو بات ان میں سے کسی کی

ہے ان سب کا جہنم میں ٹھکانہ
جنہوں نے ان سے کوئی دوستی کی

رسولِ ہاشمی کے بعد سرور
نبوّت چل نہیں سکتی کسی کی

حضرۃ سرور میواتی

قاضی شمس الدین درویش اور یزیدی ٹولہ

قسط نمبر ۶

زیر عنوان مضمون کی سابقہ قسط نمبر ۵ میں یزید کی ولی عہدی کے بارے میں مولانا قاضی شمس الدین درویش اور حکیم محمود احمد صاحب ظفر سیالکوٹی کی غلط بیانیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جس سے قارئین حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دور حاضر کا یزیدی ٹولہ یزید کو صالح اور راشد ثابت کرنے کے لیے کس طرح تلبیس و مکر سے کام لے کر ناواقف اہل السنّت والجماعت کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ دَورِ حاضر کے علمبردار یزیدیت محمود احمد صاحب عباسی نے بھی اپنی تصانیف میں اسی طرح کذب بیانیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ میں نے خارجی فتنہ حصہ اوّل میں عباسی صاحب کی تلبیس و خیانت کی نشاندہی کر دی ہے۔

گذشتہ ایام میں مجھے ایک صاحب نے خط لکھا ہے جس میں انہوں نے

ایک اور یزیدی مصنف ایک رسالہ بنام "یزید بن معاویہ۔ شخصیت و کردار" کے بعض اقتباسات نقل کیے ہیں۔ یہ کتابچہ (صفحات ۵۴) میرے پاس موجود تھا لیکن تا حال اس کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اس کے مؤلف مولانا ابوالارشد محمد اسمٰعیل صاحب جاروی السلفی صاحب خطیب جامع مسجد مدینہ طیبہ (کورنگی کراچی) ہیں۔ یہ کتابچہ فروری ۱۹۸۸ء کا مطبوعہ ہے۔ ان مولانا کا میں نے قبل ازیں نام ہی نہیں سنا۔ انہوں نے ص ۲۸ پر میرا بھی ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

"میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ تمام بڑے بڑے علماء کے خلاف کوئی رائے دوں لہٰذا اس سلسلہ میں از خود کوئی جواب دینے کی جسارت کرنے کے بجائے عصر حاضر کے ایک جلیل القدر عالم اور تاریخ اسلام کے ایک عظیم محقق کی تحریر کے حوالہ سے جواب نقل کرتا ہوں جو کہ اس سلسلہ میں نہایت ہی عمدہ اور بہترین جواب قرار دیا جا سکتا ہے اور "جواب شافی" کی حیثیت رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں اس جواب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ ایک صاحبِ علم شخصیت کے جواب

......میں لکھا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا قاضی مظہر حسین چکوال ضلع جہلم نے مولانا محمد اسحٰق سندیلوی کے بارے میں اپنے رسالہ "دفاع صحابہؓ" میں اعتراض کرتے ہوئے لکھا کہ: موصوف (یعنی مولانا محمد اسحٰق) بھی یزید کو ایک صالح اور عادل خلیفہ قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، علامہ حیدر علی مولف منتہی الکلام وغیرہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اور امام اہلسنّت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنویؒ (جن کو امام تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ نے امام وقت قرار دیا) سب یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں۔ یہ تھا قاضی مظہر حسین کا اعتراض اور اس کا جواب آگے آئے گا جو امام اہل سنت مفکر اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی ندوی و صدر مفتی جامعہ مدینۃ العلوم اورنگ آباد کراچی و سابق صدر شعبۂ دعوت وارشاد جامع العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی.... سابق شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے ایک علمی رسالہ المسمّٰی بہ "قاضی مظہر حسین صاحب چکوال کے اعتراضات کا جواب" "جواب شافی" میں تفصیلی جواب لکھا ہے جو کہ میرے مذکورہ مکتوب اشکال کا بھی جواب شافی بن سکتا ہے الخ۔ قارئین حضرات کی واقفیت کے لیے عرض ہے کہ مولانا سندیلوی موصوف کے رسالہ جواب شافی کا مفصل و مدلل..........

.....جواب میری کتاب "خارجی فتنہ حصہ اول و حصہ دوم (بحث فسق یزید) میں دے دیا گیا ہے جس میں مولانا موصوف کی کتاب "اظہار حقیقت" پر بھی بحث کی گئی ہے اور بفضلہ تعالیٰ علمائے کرام نے خارجی فتنہ حصہ اوّل کی تصدیق کردی ہے اور خصوصاً حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی زید فضلہم مدیر ماہنامہ "بیّنات" کراچی نے 'بیّنات' ربیع الاول ۱۴۰۴ھ۔ جنوری ۱۹۸۴ء میں میری کتاب پر مفصل تائیدی تبصرہ تحریر فرمایا ہے۔ علماء کے یہ تائیدی تبصرے میری کتاب "کشف خارجیت" اور "دفاع حضرت معاویہؓ" میں بھی مختصراً منقول ہیں اور علیحدہ بھی کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہاں تو مختصراً مولانا محمد اسمٰعیل سلفی موصوف کے استدلات کا ایک نمونہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا مقصود ہے جس سے ان کے مبلغ علم و دیانت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مولانا سلفی موصوف لکھتے ہیں:

"امیر یزید برصغیر کے دو عظیم مفکر و عظیم مذہبی سکالر مولانا حسین احمد مدنیؒ اور علامہ سید سلمان ندوی کی نظر میں" حضرت مدنی فرماتے ہیں:- یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر بعض اور بلاد ہائے ایشیا کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بڑی بڑی افواج

سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جاچکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔" (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۰)

میرے پاس جو مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول مطبوعہ مطبع المعارف اعظم گڑھ ۱۹۵۲ء ہیں۔ اس میں مذکورہ عبارت مکتوب نمبر ۸۸ ص ۲۶۷ میں ہے اور سلفی صاحب موصوف نے یہاں علمی خیانت یہ کی ہے کہ اس کے بعد کی متصل حسب ذیل عبارت چھوڑ دی جس سے یزید کے بارے میں حضرت مدنیؒ کا نظریہ واضح ہوتا ہے: اور خفیہ جو بداعمالیاں وہ کرتا تھا اس کی ان کو (یعنی حضرت امیر معاویہؓ کو) اطلاع نہ تھی" (ص ۲۶۷)

(۲) حضرت مدنی قدس سرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے مکتوب ۸۹ میں تحریر فرماتے ہیں: خلاصہ کلام یہ ہے کہ مورخین میں سے ان لوگوں کا قول کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ حیات میں یزید معلن بالفسق تھا اور ان کو اس کی خبر تھی اور پھر انہوں نے اس کو نامزد کیا بالکل غلط ہے۔ ہاں ہوسکتا ہے کہ وہ اس وقت میں خفیہ طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہو مگر ان کو اس کے فسق و فجور کی اطلاع نہ ہو۔ ان کی وفات کے بعد وہ کھیل کھیلا اور جو کچھ نہ ہونا چاہیئے تھا کر بیٹھا الخ

(۳) اسی مکتوب نمبر ۸۹ کی ابتدا میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب الیہ کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے ان امور میں جن کو میں نے دوبارہ حضرت معاویہؓ اور یزید کے نامزد کرنے کو کہا تھا بخوبی غور نہیں فرمایا۔ جو اشکال آپ نے ظاہر فرمائے ہیں وہ اسی بنا پر ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قاسم العلوم نمبر ۴ صفحہ ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں:

تا وقتیکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید را ولی عہد خود کردند فاسق معلن نہ بود اگر چیزے کردہ باشد در پردہ کردہ باشد کہ حضرت امیر معاویہؓ را ازاں خبر نبود علاوہ بریں حسن تدبیر در جہاد آنچہ از و مشہود است مشہور است الخ

(جس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اس وقت اس کا فسق ظاہر نہ تھا۔ اگر کچھ کیا ہوگا تو در پردہ جس کی خبر امیر معاویہؓ کو نہ تھی۔ اس کے علاوہ جہاد میں اس سے حسن تدبیر کا مشاہدہ ہونا مشہور ہے الخ (ایضاً مکتوب ۸۹ ص ۲۶۹)

معلوم ہوا کہ مولانا سلفی موصوف کا حال یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت کلوا واشربوا (کھاؤ اور پیو) پر عمل کیا جائے

اور لَا تُسْرِفُوا (اس میں اسراف مت کرو) کو نظر انداز کر دیا جائے لا تقربوا الصلوٰۃ (نماز کے قریب مت جاؤ) پر عمل کیا اور وانتم سُکاریٰ (جب تم نشہ کی حالت میں ہو) کو نظر انداز کر دیا جائے (العیاذ باللہ) اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو اس وقت نماز کے قریب بھی مت جاؤ۔ یہ اس وقت کا حکم ہے جبکہ شراب کی حرمت کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔

سید سلیمان ندویؒ ، علامہ سید سلیمان ندوی کی حسب ذیل عبارت سلفی صاحب نے یزید کی حمایت میں پیش کی ہے ،

"یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں پوری ہوئی اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا عبور کر کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے۔" (سیرت النبی جلد سوم ص ۱:۶)

برصغیر کے ان دو عظیم سکالروں کا یہ بے لاگ اور حقیقت پر مبنی تبصرہ امیر یزید کی شخصیت کی عظمت اور اس کی مجاہدانہ زندگی۔ قائدانہ صلاحیت۔ مدبرانہ انداز، شاہانہ ہیبت اور دبدبہ کا زندہ اور پائندہ ثبوت ہے۔ ع ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما (ایضاً یزید بن معاویہ ص ۴۰)

سلفی صاحب کا تبصرہ قارئین نے پڑھ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان صاحب ندویؒ نے جلد سوم میں قرآن وحدیث کی پیش گوئیاں درج کی ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ انہیں میں بحر روم کی پیش گوئیاں بھی ہیں۔ مذکورہ پیشگوئی سے یزید کا اپنے دورِ خلافت میں صالح و راشد خلیفہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا اور مذکورہ عبارت تو سلفی صاحب نے دیکھ لی لیکن سلفی صاحب کو وہ عبارت نظر نہیں آئی جس میں یزید کے دورِ حکومت کو اسلامی اور روحانی اعتبار سے نہایت تاریک دور قرار دیا ہے۔ چنانچہ مورخ اسلام علامہ مولانا سید سلیمان صاحب ندویؒ بعنوان "یزید کی تخت نشینی کی بلا اسلام پر" لکھتے ہیں۔ امیر معاویہ نے ۶۰ھ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا۔ اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار ونکبت کی اوّلین شب ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے متعدد روایتیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ۶۰ھ کے شروع ہونے سے اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو اور دنیا ختم نہ ہو گی یہاں تک کہ اس پر ایسے ویسے لوگ حکمران نہ ہو لیں الخ (سیرت النبی جلد سوم حصہ دوم ص ۶۰۹) فرمائیے سلفی صاحب۔ یزید کے بارے میں

حضرت مولانا مدنیؒ اور علامہ سید سلیمان صاحبؒ کے ارشادات تو آپ کے سامنے آ گئے۔ کیا اب بھی
یہی راگ الاپتے رہیں گے کہ یہ حضرات یزید کی اسلامی عظمت کے قائل تھے۔

مدت خلافت راشدہ

علامہ سید سلیمان صاحب ندویؒ خلافتِ راشدہ کی مدت کی تشریح کے تحت لکھتے ہیں:

فرمایا خلافت (یعنی خلافت راشدہ) میرے بعد تیس برس ہو گی پھر بادشاہی ہو جائے گی۔ یہ تیس سال کی مدت حضرت علیؓ کی خلافت پر تمام ہوتی ہے۔ اس کے بعد سید صاحب رحمہ اللہ نے چاروں خلفائے راشدین کی مدتِ خلافت کی تفصیل لکھی ہے۔ مولانا سلفی فرمائیے کیا آپ علامہ سید سلیمان صاحب ندوی کی اس تحقیق کو قبول کرتے ہیں۔

ابن حجر عسقلانیؒ و حافظ بدر الدین عینیؒ

سلفی صاحب موصوف نے بخاری شریف کتاب الجہاد کی حدیث اَوّلُ جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم کے تحت شارحین بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، حافظ بدر الدین عینیؒ ۸۵۵ھ اور امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ) کو بھی یزید کی منقبت کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ شارحین حدیث یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں اور محدث مہلب کے قول کا رد کرتے ہیں۔ میں نے خارجی فتنہ حصہ دوم (فسق یزید) میں حدیث مذکور پر مفصل بحث کی ہے اور حامیانِ یزید کے استدلال کا قلع قمع کر دیا ہے۔

صحابہؓ اور یزید

مولانا سلفی صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ: میرا مؤقف یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین سیدنا یزید بن معاویہؓ نیک و صالح انسان تھے اور صاحب عدالت تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کو نیک و صالح تسلیم کیا ہے۔ اگر وہ نیک و صالح نہ ہوتا فاسق و بدکردار ہوتا تو صحابہ اس کو کبھی نیک اور صالح نہ کہتے کیونکہ اصحابِ رسولؐ کی صفت قرآن نے یہ بیان فرمائی ہے الخ (یزید بن معاویہؓ ص ۱۳) اور اسی سلسلہ میں ص ۵ پر لکھتے ہیں: مگر صحابہ کرامؓ کا موقف غلط نہیں ہو سکتا اور صحابہؓ کے بارے میں قرآن کی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یزید کو بُرا کہنا درحقیقت صحابہؓ پر بدترین تبرا ہے جو حقیقت میں دشمنانِ صحابہؓ کی بدترین چال ہے الخ

تبصرہ

کاش کہ سلفی صاحب کسی ایک صحابیؓ کا قول بھی پیش کر دیتے جنہوں نے تخت نشینی کے بعد یزید کو صالح اور عادل کہا ہے۔ سلفی صاحب کتنا بڑا جھوٹ بول رہے ہیں۔

(۲) یہ سلفی صاحب کا عجیب و غریب فتویٰ ہے کہ جو شخص یزید کو بُرا کہتا ہے وہ صحابہ کرام رضہ پر تبرا کرتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ سلفی صاحب کے نزدیک وہ تمام محدثین، مفسرین، متکلمین، مجددین اور مصلحین امت
جو یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں وہ سب صحابہ رضہ پر تبرا کرنے والے اور ان کے دشمن ہیں حتیٰ کہ تمام اکابر علمائے
دیوبند اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رح بھی جو یزید کو فاسق و پلید
کہتے ہیں سب تبرائی شیعہ ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سوال یہ ہے کہ یزید کو صالح اور عادل ماننے
والے کتنے ہیں علمائے امت میں سے۔ یہ ہیں سلفی صاحب جیسے حامیانِ یزید جو جہلِ مرکب میں مبتلا ہیں
اور وہ خود بھی نہیں سمجھتے کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں۔

بیعتِ یزید کے بارے میں صحابہ رضہ کا اختلاف

زیرِ عنوان مضمون کی سابق قسط نمبرہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یزید کی
ولی عہدی سے ان پانچ جلیل القدر صحابہ رضہ نے اختلاف کیا تھا (بحوالہ البدایہ والنہایہ، طبری، ابن خلدون)
اس وقت تمام صحابہ رضہ میں سے یہ حضرات ایک امتیازی مقام رکھتے تھے یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضہ،
حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت حسین بن ابی علی اور حضرت عبداللہ بن زبیر
رضی اللہ عنہم۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ان حضرات نے بالترتیب حضرت عمر فاروق رضہ
حضرت عباس رضہ، حضرت ابوبکر صدیق رضہ، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر بن عوام رضہ سے تربیت حاصل
کی تھی۔ اب ہر صاحبِ عقل و انصاف شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک یزید کی کیا حیثیت تھی۔
(۲) ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کی ولی عہدی کے متعلق پہلے
کوئی ارادہ نہ تھا بلکہ وہ اپنے بعد خلیفہ کا انتخاب دوسرے حضرات کی مجلس شوریٰ کے سپرد کرنا چاہتے تھے
جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضہ نے اپنے بعد انتخابِ خلیفہ کا فریضہ عشرہ مبشرہ میں سے چھ صحابہ کرام رضہ کے سپرد
کر دیا تھا یعنی حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی
وقاص، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے سپرد کر دیا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضہ بھی حضرت عمر فاروق رضہ
کی پیروی میں یہی طریقہ اختیار کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی خود لکھ رہے ہیں کہ
"بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضہ کا پہلے یہ خیال تھا کہ وہ اس کام کے لیے کسی ایک شخص
کو نامزد کرنے کے بجائے سیدنا عمر رضہ کی طرح چھ اشخاص کو نامزد کر جائیں گے جن میں سے کسی

ایک شخص کو ارباب حل وعقد یا لوگوں کی اکثریت اپنی پسند سے منتخب کرے گی۔ اس کام کے
لیے ان کے ذہن میں جو لوگ تھے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں: ۱۔ سیدنا سعید بن العاص
(۲) سیدنا عبداللہ بن عامر (۳) سیدنا حسن بن علی (۴) سیدنا مروان بن الحکم (۵) سیدنا
عبداللہ بن عمر (۶) سیدنا عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۸۵)
لیکن ابن کثیر ہی کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت کا زیادہ رجحان ان سب
میں سیدنا حسن بن علی رض کو اپنا ولی عہد بنانے کے لیے تھا کیونکہ وہ ایک صلح پسند اور امتِ مسلمہ کے لیے
اپنے دل میں خاص جذبات رکھتے تھے اور ملتِ اسلامیہ میں نظم وضبط اور یکجہتی اور اتحاد واتفاق کے
خواہاں تھے۔ اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بابت فرمایا تھا۔ ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ
ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین (میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں
کے دو بڑے گروہوں کے درمیان مصالحت کرائے گا۔ (بخاری جلد اول ص ۳۷۳ جلد دوم ص ۵۳۰
ترمذی جلد دوم ص ۲۴۱ ابن عساکر جلد ۴ ص ۲۱۱-۲۱۲) لیکن جب سیدنا حسن بن علی رض سیدنا معاویہ رض
کی زندگی ہی میں انتقال فرما گئے تو آپ نے ملکی حالات اور بنو امیہ کی عصبیت کے تحت یزید کو
اپنا ولی عہد مقرر فرمایا جس میں سیدنا معاویہ جیسے راشد، بردبار، حلیم الطبع وسیع الظرف اور براعظم
افریقہ اور یورپ تک پھیلی ہوئی اسلامی مملکت کے ولی عہد ہونے کے جملہ اوصاف موجود تھے۔ چنانچہ
چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں: کان معاویہ لما صالح الحسن عہد للحسن بالامر من بعدہ فلما مات الحسن
قوی امر یزید عند معاویہ ورأی انہ اھلاً وذاك من شدۃ محبۃ الوالد لولدہ الخ (ترجمہ: جب
سیدنا معاویہ رض نے سیدنا حسن رض سے مصالحت کی تو آپ نے سیدنا حسن رض ہی کو اپنا ولی عہد بنایا لیکن
جب سیدنا حسن کا انتقال ہوگیا تو سیدنا معاویہ رض کا یزید کی طرف رجحان قوی ہوگیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ
وہ خلافت کی اہلیت رکھتا ہے اور یہ رائے باپ بیٹے کی شدید محبت کی وجہ سے تھی اور اس کی وجہ
بھی تھی کہ وہ یزید میں دنیوی شرافت اور شہزادوں کی سی خصوصیات، جنگی فنون سے آشنائی، سلطنت
کا نظم وضبط اور اس کی ذمہ داری کی باردوش سے سبکدوش ہونے کی اہلیت دیکھتے تھے اور ان کا
خیال یہ تھا کہ صحابہ کرام کی اولاد میں سے کوئی اس بارہ میں بہتر انتظام نہیں کر سکے گا۔ اسی وجہ سے
انہوں نے سیدنا ابن عمر رض سے فرمایا تھا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میں رعیت (پبلک) کو بکریوں کے ایک ستھرے

…گلے کی طرح چھوڑ کر نہ چلا جاؤں جس کا کوئی راعی (چرواہا) نہ ہو" (البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۸۰) اس ساری
…کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے ولی عہدی کے بارے میں جو کچھ کیا وہ بالکل درست اور
…اور مصلحت وقت اور ملکی حالات کا بھی یہی تقاضا تھا۔ اسی وجہ سے علماء اہلسنت نے یزید کی
خلافت کو شرعی نقطۂ نگاہ سے بالکل درست مانا ہے (منہاج السنۃ جلد ۲ ص ۲۴۰۔ جمہرۃ الانساب
…۱۱۴) اور اس کو ان ۱۲ خلفاء سے مانا ہے جن کے زمانے میں اسلام چہار دانگ عالم میں عزیز و محترم
رہا (شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری ص ۱۸۴ فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۸۲۔ شرح عقیدۃ الطحاویۃ
…۵۰۴) الخ (کتاب سیدنا معاویہ شخصیت اور کردار جلد دوم ص ۲۰۸ تا ص ۲۱۱)

تبصرہ

حکیم محمود احمد ظفر نے البدایہ والنہایہ کے حوالہ سے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ سیدنا معاویہؓ کا پہلے یہ خیال تھا کہ وہ اس کام کے لیے کسی ایک شخص کو نامزد کرنے کے بجائے سیدنا عمرؓ کی طرح چھ اشخاص کو نامزد کر جائیں گے۔ اس سے حکیم صاحب کا وہ پہلا نظریہ غلط ہو گیا کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس میں یزید سے زیادہ کاروبار حکومت چلانے کی اہلیت ہو۔ اس لیے کہ اس وقت صحابہؓ یا ان کی اولاد میں سے جتنے لوگ بھی موجود تھے ان میں سے ایسا کوئی بھی نہیں تھا جو کاروبار حکومت میں اتنا ماہر اور پختہ کار ہو جتنے یزید ماہر تھے (سیدنا معاویہؓ … تا ص ۴۹۱)۔

حضرت معاویہؓ کے نزدیک بھی کاروبار حکومت چلانے کے لیے یزید سے بہتر صحابہ کرامؓ موجود تھے جن کے نام انہوں نے شوریٰ کے لیے تجویز فرمائے تھے ان میں جناب مروان کا نام ہے جن کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے جہاں ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ "وھو صحابی عند طائفۃ۔" (یعنی ایک کثیر جماعت کے نزدیک مروان صحابی ہیں) وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ: "ذکرہ ابن سعد فی الطبقۃ الاولیٰ من التابعین" (اور ابن سعد نے جناب مروان کا ذکر تابعین کے طبقہ اولیٰ میں کیا …) بہرحال حضرت امیر معاویہؓ نے جن چھ اشخاص کے نام تجویز کیے تھے ان میں یزید کا نام نہیں۔ اگر یزید اتنا ہی قابل ہوتا جتنا کہ حکیم صاحب ثابت کر رہے ہیں تو حضرت معاویہؓ شوریٰ کے لیے یزید کا نام کیوں نہ تجویز کرتے۔ معلوم ہوا کہ وہ صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں حکومت کا نظام چلانے میں بھی حضرت معاویہؓ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔

(۴) اب سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر آپ نے بھی صحابہؓ کو چھوڑ کر یزید کو کیوں ولی عہد نامزد کیا؟ اس کا
جواب حافظ ابن کثیر کی عبارت میں ہی آگیا ہے جو حکیم صاحب نے پیش کی ہے کہ: وہ خلافت کی اہلیت
رکھتا ہے اور یہ رائے باپ بیٹے کی شدید محبت کی وجہ سے تھی الخ فرمایئے حکیم صاحب نے بھی یہ بات
تسلیم کرلی کہ یزید کو ولی عہد مقرر کرنے میں حضرت معاویہؓ کی شدید پدری محبت کا بھی دخل تھا اور حکیم صاحب
یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بمصلحتِ وقت اور ملکی حالات کا بھی یہی تقاضا تھا اور اصل بات یہی ہے کہ صحابہ کرام
کی موجودگی میں یزید کو ولی عہد بنانے میں بعض مجبوریاں تھیں۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب خارجی فتنہ دوم
ص ۲۲۵ میں "حل اشکال" کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے کہ: گو صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر یزید کو خلیفہ بنانے
کا پہلو بظاہر سخت قابلِ اعتراض ہے اور اسی بنا پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ نے حضرت معاویہؓ سے
فرمایا تھا کہ یہ سنتِ قیصر و کسریٰ ہے نہ کہ سنتِ ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما۔ لیکن ایک دوسرا پہلو ایسا ہے جس
کے پیشِ نظر حضرت معاویہؓ کی پوزیشن مجروح نہیں ہوتی اور وہ یہ ہے کہ سابقہ جنگ جمل اور جنگ صفین کی
لڑائیاں ان کے اور دیگر صحابہ کرام کے سامنے تھیں جن میں ہزارہا مسلمان شہید ہوئے تھے۔ شام بنی امیہ کا
مضبوط مرکز تھا اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ جیسے جنتی خلیفہ راشد کے سامنے بھی سرِ تسلیم
خم نہیں کیا تھا۔ ان حالات میں اگر حضرت معاویہؓ کسی جلیل القدر صحابی کو اپنا ولی عہد مقرر کرتے یا
انتخابِ خلیفہ کے لیے شوریٰ کا تقرر کرتے تو اتفاق بہت مشکل تھا۔ شامی مرکز کی طرف سے پھر اس کی
مزاحمت کا خطرہ تھا اس لیے آپ نے اپنے اجتہاد میں اھون البلیتین پر عمل کیا۔ یعنی دو متوقع
مصیبتوں میں سے کمتر مصیبت کو اختیار کیا۔ اگر یزید کو ولی عہد نہ مقرر کیا جاتا تو عموماً بنی امیہ کی طرف سے
شدید مخالفت ہوتی جس کے نتیجہ میں بہ نسبت جمل اور صفین کے زیادہ خونریزی کا خطرہ تھا تو امت مسلمہ کو
مزید تفرقہ وانتشار اور جنگ و قتال سے بچانے کے لیے حضرت معاویہؓ نے دیانتداری سے یہی راستہ
اختیار کیا۔ ہم اہلسنت حضرت معاویہؓ کے خلوص نیت میں شبہ نہیں کر سکتے۔ زیادہ سے زیادہ اس کو
اجتہادی غلطی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غیر معصوم ہیں اگر ان سے درباره استحقاق خلافت اور شروط خلافت
غلطی اجتہادی ہو جائے اور وہ یزید کو مستحق خلافت سمجھ کر نامزد فرما دیں یا یہ کہ خلافت میں
قرشیت۔ اسلام۔ حریت۔ بلوغ اور حسن تدابیر انتظام ہی کو شرط سمجھیں۔ تقویٰ اور دیانت

مزوری نہ قرار دیں تو کیا اس پر گرفت سے بچ نہیں سکتے۔" (مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل ص ۲۹)

مشہور محقق مورخ ابن خلدونؒ نے بھی یہی توجیہ پیش کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

حضرت معاویہؓ نے دوسروں کو چھوڑ کر یزید کو مصلحت کے تحت ولی عہد چنا تھا کیونکہ بنو امیہ کے ارباب حل وعقد کا یزید کی ولی عہدی پر اتفاق تھا کیونکہ اس وقت بنو امیہ اپنے سوا کسی اور کے لیے خلافت نہیں چاہتے تھے۔ بنو امیہ قریش تھے۔ انہیں تمام مسلمانوں کی حمایت حاصل تھی اور یہی ارباب اقتدار تھے، اس لیے انہی میں سے ولی عہد چنا گیا اور جو بظاہر خلافت کے اہل تھے انہیں نظر انداز کر دیا گیا تاکہ مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد میں جو شارع کے نزدیک نہایت اہم ہے خلل نہ آئے اور ملک میں انتشار نہ پھیلے۔ حضرت معاویہؓ کے ساتھ یہی حسن ظن رکھنا چاہیے کیونکہ آپ کی عدالت اور صحبت رسالت کا یہی تقاضا ہے الخ

(ابن خلدون مترجم جلد دوم ص ۲۷)

(۲) یزید کے بارے میں صحابہ کرام کے اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے مؤرخ ابن خلدون لکھتے ہیں:

جب یزید فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو صحابہ کرام نے اس کے بارے میں مختلف رائیں قائم کیں۔ کسی نے اس کی بیعت توڑ کر اس سے جنگ کا ارادہ کر لیا جیسا کہ امام حسینؓ اور عبداللہ بن زبیر نے اور ان کے ماننے والوں نے کیا لیکن بعض یہ سوچ کر جنگ کے ارادے سے باز رہے کہ اس سے ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور ناحق لوگوں کا کثرت سے خون ہوگا۔ علاوہ ازیں یزید کا مقابلہ بھی آسان نہ تھا کہ اسے نبھایا جا سکے کیونکہ اس وقت یزید برسر اقتدار تھا اور اس کی حمایت میں بنو امیہ ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ علاوہ ازیں قریش کے اہل حل و عقد بھی اس کی حمایت کے لیے تیار تھے اور مضر کا سارا قبیلہ جو سب سے زیادہ طاقتور تھا یزید ہی کے ساتھ تھا جس کے مقابلے کی ان میں تاب نہ تھی۔ چنانچہ یہ لوگ بیعت توڑنے سے اور بغاوت کرنے سے رکے رہے اور اللہ سے اس کی ہدایت کی دعائیں مانگتے رہے یا پھر اس سے نجات کی۔ مسلمانوں کی جمہوریت اسی خیال کی تھی۔ دونوں جماعتیں مجتہد تھیں اور دونوں میں سے کسی کو بھی برا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ سب مسلمانوں کی خیر خواہی اور تلاش حق کے لیے کوشاں تھے۔ ان مقاصد میں ان کی مساعی لوگوں میں مشہور و معروف ہیں۔ حق تعالیٰ ہمیں بھی ان

کی پیروی کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ (مقدمہ ابن خلدون مترجم حصہ دوم ص ۳۰ [illegible]

(۳) اسی سلسلے میں علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

مگر حضرت حسینؓ (کا معاملہ یہ ہے کہ) جب اس دور کے تمام لوگوں کے نزدیک یزید کا فسق ظاہر ہوگیا تو کوفہ سے اہلِ بیت کے حامی لوگوں نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہاں تشریف لے جائیں تو وہ ان کے مقصد کو قائم کریں گے (اس وجہ سے) حضرت حسینؓ کی یہ رائے ہوئی کہ یزید کے فسق کی وجہ سے اس کے مقابلہ میں نکلنا تو متعین ہوگیا ہے اور خصوصاً جب کہ آپ کو اس پر طاقت بھی حاصل ہے اور آپ نے اپنے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ اس کی اہلیت بھی رکھتے ہیں اور آپ کے پاس اس کے لیے قوت اور شوکت بھی ہے مگر اہلیت تو اس سے بھی زیادہ تھی جس کا آپ کو گمان تھا لیکن طاقت و شوکت کا اندازہ لگانے میں آپ سے غلطی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں کیونکہ مضر کی عصبیت قریش میں تھی اور عبد مناف کی عصبیت بنی امیہ میں تھی (اس لیے یزید کی طاقت کا مقابلہ اس وقت نہیں ہو سکتا تھا۔"

(ایضاً مقدمہ ابن خلدون)

(۴) نیز لکھتے ہیں:

تجھ پر حضرت حسینؓ کی غلطی ظاہر ہو گئی ہے مگر یہ غلطی دنیوی امر میں تھی جو آپ کے لیے مضر نہیں ہے لیکن حکم شرعی میں آپ نے کوئی غلطی نہیں کی کیونکہ وہ آپ کے اپنے گمان پر موقوف ہے اور آپ کا اپنا گمان یہ تھا کہ آپ کو یزید کے مقابلہ پر قدرت حاصل ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر اور آپ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ وغیرہ نے کوفہ جانے میں آپ کا ساتھ نہ دیا اور اس میں انہوں نے آپ کو غلطی پر سمجھا۔ اس وجہ سے کہ ان کو کوفیوں کی وفاداری اور طاقت پر اعتماد نہ تھا اور اس میں حضرت حسینؓ نے اندازہ غلط لگایا تھا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے صحابہ یزید کو عادل اور صالح خلیفہ سمجھتے تھے اس لیے انہوں نے حضرت حسینؓ سے اختلاف کیا) اور حضرت حسینؓ نے اپنے موقف سے رجوع نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت تھی اور دیگر صحابہ کرام جو حجاز میں اور شام و عراق میں یزید کے پاس تھے اور ان کو ماننے والے اس پر متفق تھے کہ اگرچہ وہ فاسق ہے جنگ ناجائز ہے کیونکہ جنگ

باعث فتنہ وخون ریزی ثابت ہوگی۔ چنانچہ وہ جنگ سے باز رہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں امام حسینؓ کی موافقت کا اظہار کیا اور نہ مخالفت کا اور نہ انہیں خطا کار وگنہگار گردانا۔ کیونکہ امام حسین نہ صرف مجتہد بلکہ مجتہدوں کے پیشامام نمونہ تھے۔ یہ خیال کر کے گمراہ نہ ہو جانا کہ چونکہ ان صحابہؓ نے امام حسین کا ساتھ نہیں دیا اور ان کی مدد نہیں کی اس لیے یہ گناہگار ہیں کیونکہ صحابہؓ کی کثرت یزید ہی کے ساتھ تھی اور وہ یزید کی بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ خود امام حسینؓ اپنی فضیلت اور استحقاق خلافت پر کربلا میں انہی صحابہ کرام کو بطور شہادت پیش کیا کرتے تھے کہ میرے فضل و استحقاق کے بارے میں جابر بن عبداللہ۔ ابوسعید خدری۔ انس بن مالک، سہل بن سعید۔ زید بن ارقم وغیرہ سے پوچھ لو۔ آپ نے اپنا ساتھ نہ دینے پر ان پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی نہ آپ نے ان سے مدد کی درخواست کی کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ ان کا اجتہاد میرا ساتھ نہ دینے پر مجبور کر رہا ہے اور میرے اجتہاد کا تقاضا جنگ ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل پیرا ہے الخ (مقدمہ ابن خلدون مترجم حصہ دوم ص ۳۵-۳۶)

تبصرہ ابن خلدون کی مندرجہ عبارات نقل کرنے کے بعد بندہ نے خارجی فتنہ حصہ دوم (بحث فسق یزید) ص ۲۹۸ پر جو تبصرہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:

علامہ ابن خلدون صرف مورخ نہیں بلکہ ایک فاضل محقق بھی ہیں جن پر ان کا فاضلانہ مقدمہ ابن خلدون گواہ ہے اور خود (محمود احمد) عباسی صاحب بھی ان الفاظ میں ان کو خراج تحسین پیش کر چکے ہیں کہ: ایک منفرد مثال ابن خلدون کی ہے جنہوں نے اپنے شہرۂ آفاق مقدمہ تاریخ میں مشہور روضعی روایات کو نقد و درایت کے معیار سے پرکھنے کی کوشش کی الخ (خلافت معاویۃؓ و یزید طبع چہارم ص ۴۰)

علامہ ابن خلدون اپنے اسی شہرۂ آفاق مقدمہ میں یزید کی ولی عہدی کو جائز قرار دینے کے باوجود بھی اس کو فاسق قرار دیتے ہیں بلکہ ان کی تحقیق یہ ہے کہ یزید کے فاسق ہونے پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق تھا۔ اختلاف صرف اس بارے میں تھا کہ طاقت سے اس کا مقابلہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت حسینؓ طاقت سے اس کو معزول کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور ان کا پروگرام یہ تھا کہ کوفہ کو مرکز بنا کر ایک متحدہ طاقت سے کام لے کر اس کے اقتدار کو ختم کر دیا جائے لیکن اس میں انہوں نے کوفیوں پر اعتماد کرنے میں غلطی کی اور گو دوسرے صحابہ کرام بھی یزید کو صالح و عادل نہیں مانتے تھے لیکن ان کا اندازہ یہ تھا کہ طاقت سے یزید کو

اقتدار سے ہٹانا آسان نہیں۔ اس سے قتال کرنے میں جو باہمی خونریزی ہوگی وہ مصیبت مسلمانوں کے لیے زیادہ ہے بہ نسبت اس کے کہ دورِ فتنہ کے احکام کے تحت اس کی حکومت کو برداشت کرلیا جائے۔ صحابہ کرام کا اجتہادی اختلاف تھا۔ علامہ ابن خلدون کا تبصرہ بہت معتدل اور فاضلانہ ہے۔ اس سے صحابہ کرام کے کسی فریق کی تنقیص وتوہین لازم نہیں آتی۔

حضرت نانوتویؒ کا ارشاد

اور ہمارے اکابر حضرات کی یہی تحقیق ہے اور انہوں نے ہر پہلو پر نظر کرکے یہ مسلکِ حق اختیار کیا ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند (متوفی ۱۲۹۷ھ) شہادت حضرت حسینؓ کی تفصیلی بحث میں فرماتے ہیں:

ہاں پس از انتقال اوشاں یزید پائے خود از شکم برآورد دل بکام ودست بجام سپرد۔ اعلان فسق نمود وترک صلوٰۃ داد۔ بحکم بعض مقدمات سابقہ قابل عزل گردید الخ

(ترجمہ) ہاں ان (یعنی حضرت معاویہؓ) کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہش نفس اور ہاتھ کو جام شراب پر دے گیا۔ فسق کھلم کھلا کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی۔ بعض سابقہ تمہیدوں کی بنا پر معزول کردینے کے قابل ہوگیا اور یزید کے اس قسم کے حالات کی تبدیلی کا بیان کرتا آیا ہوں کیونکہ ممکن ہے محال نہیں مگر اس وقت اہل رائے کی رائے اور تدبیر مختلف ہوگئی جس کسی کو فتنہ وفساد کا اندیشہ غالب نظر آیا اس نے مجبوراً بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا اور معصیت سے بچنے کے لیے نیکی کی پیروی کرنے کی شرط کو درمیان میں رکھا لیکن جس شخص یعنی حضرت امام حسینؓ کو بڑی جماعت کے وعدے پر غلبہ اور شوکت کی امید نظر آئی وہ ان کے پیچھے کھڑا ہوگیا اور جنگ کا عزم کرلیا پس جو کچھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان جیسوں نے کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ حضرت سید الشہداء (امام حسین) نے کیا وہ بالکل حق وصواب کیا۔ اس اختلاف کی بنیاد امید غلبہ وعدم غلبہ پر ہے نہ کہ اصل فعل کے جائز اور ناجائز ہونے کے اختلاف پر۔ مگر انجام کار کوفیوں کی وعدہ خلافی کی وجہ سے حضرت سید الشہداء (امام حسین) رضی اللہ عنہ کی تدبیر فیل ہوگئی اور ۱۰ محرم کو قیامت سے پہلے میدانِ کربلا میں قیامت برپا ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (قاسم العلوم ص ۱۷۵۔ ترجمہ از مولانا محمد انوار الحسن صاحب شیرکوٹی فاضل دیوبند۔ مولوی فاضل پروفیسر اسلامیہ کالج لائل پور) شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ نے حضرت نانوتویؒ کے اس مضمون کے اقتباسات اپنے مکتوب میں درج کردیے ہیں۔ ملاحظہ

مکتوبات شیخ الاسلام جلد اول مکتوب ۸۹) (خارجی فتنہ حصہ دوم ص ۲۹۹-۳۰۰)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

وفی ھذا الحدیث وجوب طاعۃ الامام الذی انعقدت لہ البیعۃ والمنع من الخروج علیہ ولو جار فی حکمہ وانہ لا ینخلع بالفسق (فتح الباری جلد ۱۳ ص ۶۱)

اس حدیث سے اس امام (خلیفہ) کی اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے جس کی بیعت منعقد ہو چکی ہو اور اس کے خلاف خروج کی بھی ممانعت ثابت ہوتی ہے اگرچہ وہ اپنے حکم میں ظالم بھی ہو اور وہ فاسق ہوجانے کی وجہ سے معزول نہیں ہوتا۔

(۴) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں:

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہؓ نے جائز سمجھا حضرت امام حسینؓ نے ناجائز سمجھا۔ باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا خصوصاً جب کہ حضرت امام آخر میں فرمانے لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا اس کو تو عداوت ہی تھی الخ

(امداد الفتاویٰ جلد چہارم ص ۴۶۵)

اکابر اہلسنت کی مندرجہ عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ یزید کے فسق پر اتفاق ہے

خلاصہ بحث جیسا کہ ابن خلدون نے تصریح کر دی ہے اور یزید کی بیعت کے بارے میں جو صحابہ کرام میں اختلاف ہوا ہے اس کا سبب یہ نہیں کہ بعض صحابہ یزید کو صالح کہتے تھے اور بعض اس کے فسق کے قائل تھے بلکہ صحابہؓ کے مابین اجتہادی اختلاف تھا۔ بعض کے نزدیک فاسق ہونے کی وجہ سے خلیفہ معزول ہوجاتا ہے اور بعض کے نزدیک وہ معزول نہیں ہوتا اور اس کی بیعت توڑنا جائز نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث سے اپنا استدلال پیش فرمایا۔ اسی اجتہادی اختلاف کی بنا پر حضرت امام حسینؓ نے یزید سے قتال کا ارادہ فرمایا کیونکہ ان کا گمان یہ تھا کہ کوفیوں کی حمایت سے وہ ایک متحدہ طاقت بنا کر یزید کے مقابلے میں کامیاب ہوجائیں گے لیکن کوفیوں کی غداری کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکے اور دوسرے صحابہ کرام یہ سمجھتے تھے کہ یزید کو اتنی قوت حاصل ہو چکی ہے کہ اب اس کا مقابلہ مشکل ہے۔ اس لیے انہوں نے یزید کے خلاف خروج نہیں کیا۔ بیعت خلافت کے بعد کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حادثۂ کربلا، واقعہ حرہ اور محاصرہ مکہ اور قتال حضرت ابن زبیرؓ کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ یزید چونکہ صالح و عادل ہے اس لیے

اس کے خلاف خروج جائز نہیں۔ قاضی شمس الدین صاحب درویش اور حکیم محمود احمد صاحب ظفر نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے یزید کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ان (یعنی حضرت معاویہؓ) کا بیٹا یزید ان کے خاندان کا نیک آدمی (صالح اہل) ہے۔ وان ابنہ لخیر اھلہ (یعنی وہ اپنے خاندان کا اچھا آدمی ہے" (نقیب ختم نبوت ص ۲۵-۲۶ ، ۴ تا ۱۰ جون ۱۹۹۰ء) اور کتاب سیدنا معاویہؓ جلد اول ص ۴۸۹)

الجواب (۱) یزید کا اپنے گھر والوں کی نسبت بہتر یا صالح قرار دینے کا کیا مطلب ہے۔ اگر وہ واقعی یزید کو صالح سمجھتے تھے تو یہ فرماتے انہ صالح۔ گھر والوں کی نسبت بہتر کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان میں سے خلافت کی صلاحیت رکھتا ہے یعنی نظام حکومت سنبھال سکتا ہے۔ اگر حضرت ابن عباسؓ یزید کو اس طرح صالح اور دیندار سمجھتے جس طرح درویش صاحب اور حکیم صاحب منوانا چاہتے ہیں تو آپ ولی عہدی کی بیعت سے کیوں انکار کرتے۔ اب تو آپ حالات کے تحت یزید کی بیعت کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباسؓ کی یہ رائے یزید کی بیعت کے شروع زمانہ میں تھی لیکن جب اقتدار پر فائز ہو کر اس کے فاسقانہ افعال ظاہر ہوئے تو پھر آپ نے اصحاب مدینہ کے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ یزید صالح و عادل ہے حالانکہ مدینہ منورہ کے صحابہ کرام اور تابعین نے بالاتفاق اس کو تارک نماز اور شراب پینے والا قرار دیا ہے مگر نہ حضرت ابن عباسؓ نے ان کی تردید کی اور نہ حضرت ابن عمرؓ نے۔ باقی رہا حضرت محمد بن حنیفہ کا یزید کو متبع سنت وغیرہ قرار دینا تو یہ روایت ہی قابل اعتماد نہیں ورنہ حافظ ابن کثیر یزید کو کیوں فاسق قرار دیتے یا پہلے وہ ایسا تھا بعد میں بگڑ گیا۔

(۲) حضرت ابن عباسؓ نے یزید کو انہ لخیر اھلہ فرمایا ہے لیکن حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قال ابوزرعہ دمشقی، معاویہ و عبدالرحمن وخالد اخوہ وکانوا من صالحی القوم (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۳۷) حضرت ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں۔ عبدالرحمن اور خالد یزید کے بھائی ہیں اور وہ قوم کے صالحین میں سے تھے۔"

اور حافظ ابن کثیر معاویہ بن یزید بن معاویہؓ کے ترجمہ (یعنی حالات زندگی) میں لکھتے ہیں:

کان رجلاً صالحاً ناسکاً (ایضاً ص ۲۳۷) وہ ایک صالح اور عابد آدمی تھا۔

لیکن یہی حافظ ابن کثیر یزید کے بارے میں لکھتے ہیں:

بل قد کان فاسقاً والفاسق لا یجوز خلعہ لاجل ما یثور بسبب ذلک من الفتنۃ ووقوع الھرج کما وقع زمن الحرۃ" (ایضاً ص ۲۳۲) بلکہ وہ فاسق تھا اور فاسق کی بیعت توڑنا جائز نہیں۔

کیونکہ اس کی وجہ سے فتنہ ابھرتا ہے اور جنگ واقع ہوتی ہے جیسا کہ واقعہ حرہ کے زمانے میں ہوا" فاسق کو معزول کرنے یا نہ کرنے میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اور صحابہ کرام میں بھی یزید کے بارے میں اختلاف ہوا تو جو صحابہ فاسق کے معزول کرنے کو ناجائز قرار دیتے تھے وہ اسی بنا پر تھا کہ ملک میں خانہ جنگی ہو گی اور زیادہ فتنہ پیدا ہو گا لیکن اس رائے کے باوجود واقعہ حرّہ کے موقع پر یہ نہیں فرمایا کہ یزید عادل و صالح ہے۔ اگر حکیم ظفر صاحب اور قاضی شمس الدین صاحب کے پاس کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں۔ محض یزید کی مفروضہ مدح سرائیوں اور مبالغہ آرائیوں سے تو وہ صالح و عادل ثابت نہیں ہو سکتا۔ الیس منکم رجل رشید۔

یزید کا دَور خلافتِ راشدہ کا دَور تھا (حکیم ظفر)

حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی بارہ خلفاء والی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اب یہ نیک دل اور صالح بارہ خلفاء جن کے دَورِ حکومت میں اسلام عزیز اور مستحکم ہو گا اور ان کا نظامِ حکومت قرآن و سنّت کے مطابق ہو گا اور دنیا میں ہر جانب رشد و ہدایت اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا وہ ہیں کون۔ ملا علی قاری جو ایک مشہور محدث اور فقیہ ہیں اس حدیث کے بارہ خلفاء کی تعیین فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: فالاثنا عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعة ومعاویة وابنه یزید وعبدالملک بن مروان واولاده الاربعة وبینهم عمر بن عبدالعزیز۔ بارہ خلفاء سے مراد سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا معاویہ، یزید بن معاویہ، سیدنا عبدالملک بن مروان۔ ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، یزید بن عبدالملک ہشام بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز ہیں (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۴ شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۵۵۳ فتح الباری جلد ۳ ص ۱۸۲) ملا علی قاری کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ ایک خلیفہ راشد تھے اور خلافت راشدہ صرف چار خلفاء میں محدود نہیں بلکہ بہت سے خلفاء ہیں جن کی تعداد ۱۲ ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں آتا ہے الخ (سیدنا معاویہ ج ۲ ص ۲۶۱)

الجواب: (۱) حکیم صاحب نے یزیدیت مذکورہ ۱۲ خلفاء کی خلافت کو خلافتِ راشدہ ثابت کیا ہے، انہوں نے ملا علی قاری حنفی کی منقولہ بالا عبارت کا ترجمہ کرنے میں علمی خیانت سے کام لیا ہے حالانکہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ: پس بارہ خلفاء وہ چار خلفائے راشدین ہیں اور معاویہ اور آپ کا بیٹا یزید الخ، علامہ علی قاری نے ان ۱۲ میں سے صرف چار خلفاء کو خلفاء راشدین قرار دیا ہے اور یہاں ان کے

نام بھی نہیں لکھے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ چار خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان چار خلفاء راشدین کی تصریح کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں۔ ومعاویۃ وابنہ یزید اور حضرت معاویہؓ کو بھی علامہ ملا علی قاری نے خلفاء راشدین میں شمار نہیں کیا چہ جائیکہ یزید بن معاویہؓ کو خلفاء راشدین میں شمار کرتے اور حکیم صاحب اس کے باوجود لکھتے ہیں کہ: "ملا علی قاری کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ ایک خلیفہ راشد تھے" حکیم صاحب نے یہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے حالانکہ ملا علی قاری کی مذکورہ عبارت میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ ان کے نزدیک خلیفہ راشد ہیں اور پھر ملا علی قاری کی ہی عبارت سے یہ ثابت کرنا کہ یزید وغیرہ باقی خلفاء بھی سب خلیفہ راشد تھے یہ مجموعہ کذب وافتراء ہے۔

(۲) حکیم صاحب ان بارہ خلفاء کی یہ صفت بیان کرتے ہیں کہ: "یہ نیک دل اور صالح بارہ خلفاء جن کے دورِ حکومت میں اسلام عزیز اور مستحکم ہوگا الخ" لیکن وہ حضرت علیؓ کی خلافت کے بارے میں پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ: "اب تاریخِ اسلام پر نگاہ ڈالیے تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عثمان کی شہادت کے بعد امت تشتت وافتراق کا شکار ہوئی اور بجائے دشمنانِ اسلام کے ساتھ جہاد کرنے کے مسلمان خود آپس میں جدال وقتال کرنے لگے اور جمل وصفین کے معرکوں میں مسلمانوں کا قیمتی خون پانی کی طرح بہا اور اسلام کی ترقی کا ستارہ غروب ہونے لگا آخر ۵ سال کی بدنظمی اور افراتفری کے بعد سیدنا معاویہؓ کی خلافت میں تمام امت نے ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ایک جھنڈے تلے جمع ہو کر کفار اور دشمنانِ اسلام کے ساتھ جہاد شروع کیا اور اسلام کی ترقی کا وہی دور شروع ہوا جو سیدنا عثمان بن عفان کے دورِ خلافت اور ان سے پہلی خلافتوں کے دور میں تھا الخ (ایضاً ص ۲۵۸) فرمایئے۔ حکیم صاحب بارہ خلفاء والی حدیث کے تحت تو لکھتے ہیں کہ: بارہ خلفاء جن کے دورِ حکومت میں اسلام عزیز اور مستحکم ہوگا اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے بعد حضرت علی المرتضٰی کے دورِ خلافت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: جمل اور صفین کے معرکوں میں مسلمانوں کا قیمتی خون پانی کی طرح بہا اور اسلام کی ترقی کا ستارہ غروب ہونے لگا۔ تو جب آپ کے نزدیک حضرت علیؓ کے دور میں اسلام کی ترقی کا ستارہ غروب ہونے لگا تو پھر آپ حضرت علی المرتضٰی کو کیونکر ان بارہ خلفاء میں شامل کر سکتے ہیں جن کے دور میں اسلام کی ترقی ہوگی۔

(۳) حکیم صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں جابر بن سمرہ کی ایک روایت ہیں ان بارہ خلفاء کی

ایک خاص صفت منقول ہے کہ: کلهم تجتمع علیه الامة ان سب پر امت جمع ہو گی (سنن ابی داؤد مع عون المعبود جلد ۴ ص ۱۷۰) (ایضاً سیدنا معاویہ ص ۲۵۸) لیکن اس کے برعکس حضرت معاویہؓ کی خلافت سے حضرت علیؓ کی خلافت کا موازنہ کرتے ہوئے حکیم صاحب لکھتے ہیں:

اس کے مقابلہ میں سیدنا علی کی بیعت سے اکثر صحابہ نے گریز کیا۔ (خطط الشام ج ۱ ص ۱۳۶) جن میں سیدنا اسامہ بن زید، سیدنا ابو سعید الخدری۔۔۔ اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ وغیرھم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۲۲۶۔ المحاضرات للخضری ج ۲ ص ۳۳، وطبری وغیرہ) (ایضاً ص ۲۶۰)

ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ حدیث میں ان بارہ خلفاء کی یہ صفت منقول ہے کہ "ان پر امت مجتمع ہوگی" لیکن اس کے برعکس بقول آپکے اکثر صحابہ نے بھی حضرت علیؓ کی بیعت سے گریز کیا" تو پھر آپ حضرت علیؓ کو ان بارہ خلفاء میں کیونکر داخل کرسکیں گے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بظاہر تو حضرت علیؓ کو ان بارہ خلفاء میں شمار کردیا ہے لیکن دل سے آپ ان کو ان بارہ خلفاء کا مصداق نہیں قرار دیتے۔

(۴) اگر تجتمع علیه الامة سے آپ کی مراد ساری امت کا اجتماع ہے تو اس حدیث کا مصداق یزید بھی نہیں بن سکتا کیونکہ اس کی ولی عہدی سے تو پانچ جلیل القدر صحابہ کرام نے اختلاف کیا تھا اور پھر بیعت خلافت کے بعد بھی حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آخر تک مخالف رہے۔ کوفہ والوں نے بھی اس کی بخوشی بیعت نہیں کی اور پھر حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ کے صحابہ اور تابعین نے اس کی بیعت توڑ دی جس کے نتیجہ میں حادثہ حرہ پیش آیا جس میں یزیدی کمانڈر مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں کتنے صحابہ اور تابعین شہید ہوئے اور بعض صحابہ کو تو زندہ گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور پھر یزیدی فوج نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ میں مکہ معظمہ پر حملہ کیا اور بیت اللہ کو نقصان پہنچایا۔ تو کیا اجتماع امت اسی کا نام ہے؟ اور علامہ ابن تیمیہ بھی لکھتے ہیں: لکنه مات وابن الزبیرؓ ومن بایعه بمکة خارجون عن طاعته لم یتولّ علی جمیع بلاد المسلمین (منہاج السنۃ جلد دوم ص ۲۳۹) لیکن یزید نے وفات پائی تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور مکہ میں جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی تھی اس کی اطاعت سے خارج تھے اور مسلمانوں کے تمام شہروں میں اس کی حکومت نہیں تھی۔

یزید کو خلیفہ راشد ماننا جاہلوں کا عقیدہ ہے: یزید کے بارے میں ابن تیمیہ بعض جاہل کردوں

کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

وان اعتقد مثل هذا بعض الجهال كما يحكى عن بعض الجهال من الاكراد ونحوهم انه يعتقد ان يزيد من الصحابة وعن بعضهم انه من الانبياء وبعضهم يعتقد انه من الخلفاء الراشدين المهديين فهؤلاء ليسوا من اهل العلم الذين يحكى قولهم الخ اور اگر اس قسم کا اعتقاد بعض جاہلوں کا ہے جیسا کہ کردوں میں سے بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید صحابہ میں سے تھا اور بعض کے نزدیک وہ انبیاء میں سے ہے اور بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ خلفاء راشدین مہدیین میں سے ہے تو یہ لوگ علماء میں سے نہیں ہیں جن کا قول قابلِ ذکر ہوتا ہے الخ (ایضاً ص ۲۳۸)

اب قارئین حضرات بلکہ قاضی شمس الدین صاحب درویش ہی خود فیصلہ کرلیں کہ حکیم محمود احمد ظفر صاحب کو کس کھاتے میں شمار کیا جائے۔ عبرت۔ عبرت۔

(۵) آپ نے لکھا ہے کہ: ان بارہ خلفاء کا نظام حکومت قرآن و سنت کے مطابق ہوگا اور دنیا میں ہر جگہ رشد و ہدایت اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا الخ

ایک سوال: سوال یہ ہے کہ آپ کے پیشوا اور مقتدا محمود احمد عباسی نے بھی حافظ ابن کثیرؒ کی البدایہ والنہایہ کے حوالے سے یہ تسلیم کیا ہے کہ یزید کے حرم میں سلامہ نامی ایک مغنیہ (گانے والی) تھی جس کا احوص کے ساتھ معاشقہ تھا۔ یزید ساری رات جاگ کر ان کی ملاقات دیکھتا رہا پھر اس نے ان دونوں کو انعام سے نوازا۔ (۲) شکار کا بڑا ماہر تھا۔ چیتے بھی پالتا تھا اور گھوڑے کی پیٹھ پر چیتا بیٹھ جاتا تھا جو اس کو چلاتا تھا۔ حافظ ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق یزید نماز کا بھی پابند نہیں تھا اور اصحابِ مدینہ کے نزدیک وہ شراب کا بھی عادی تھا، تو فرمائیے حکیم صاحب! کہ کیا یزید کے یہ سب منکر افعال رشد و ہدایت ہی کے جلوہ گاہ ہیں۔ (۵) بارہ خلفاء والی حدیث کے الفاظ میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اس لیے اس کا مفہوم اور مصداق متعین کرنے میں بھی محدثین کا اختلاف ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اس کی تفصیل دی ہے۔ ان میں ایک قول یہ بھی ہے کہ بارہ خلفاء سے مراد صرف بنو امیہ کے خلفاء ہیں بعض نے کہا ہے کہ بارہ خلفاء میں تسلسل نہیں ہوگا اور فتح الباری میں جو نام بارہ خلفاء کے درج ہیں ان میں گو حضرت معاویہؓ کے بعد یزید کا نام بھی ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے خلفاء راشدین میں صرف پہلے چار خلفاء ہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ

گئے ہیں۔ فهؤلاء سبعة بعد الخلفاء الراشدين. یعنی خلفائے راشدین کے بعد حضرت معاویہؓ سمیت سات خلفاء ہیں اور بارہواں خلیفہ انہوں نے ولید بن یزید بن عبد الملک کو قرار دیا ہے۔ (۶) اگر یزید کو بھی حکیم صاحب خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہیں اور حسب حدیث نبوی خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع بھی لازم ہے تو پھر آپ یزید کی اتباع میں اپنے گھر میں مغنیات (موسیقار) بھی رکھیں۔ کتوں اور چیتوں کا شکار بھی کھیلیں۔ وغیرہ محض کاغذ پر یزید کو خلیفہ راشد ماننے سے آپ کو عملاً کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ (۷) حیرت ہے کہ حکیم صاحب محدث قاری حنفی کی عبارت سے یزید کو خلیفہ راشد منوا رہے ہیں حالانکہ حنفی محدث موصوف کے نزدیک یزید فاسق اور ظالم تھا۔ چنانچہ وہ ظالم اور فاسق امام (خلیفہ) کو معزول نہ کرنے کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لاشک انهم كانوا خائفين من نحو يزيد والحجاج وابن زياد ولم يكن يتمشى الخروج حينئذٍ على ارباب العناد بل كان يترتب عليه امور من العناد ولذا كان ابن عمرؓ يمنع ابن الزبيرؓ وينهاه عن دعوى الخلافة مع انه كان احق واولى بها من امراء الجور بلا خلاف۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۱)

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ (یعنی اکابر) یزید۔ حجاج اور ابن زیاد جیسے امراء سے خوف رکھتے تھے اور ان حالات میں ارباب عناد کے مقابلے میں خروج کرنا کامیاب بھی نہیں ہو سکتا تھا بلکہ خروج پر اور دوسرے مفاسد کے واقع ہونے کا خطرہ تھا۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو ان کے دعوی خلافت سے منع کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ بلا اختلاف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ان ظالم امراء (یعنی یزید۔ حجاج۔ ابن زیاد) سے خلافت کے زیادہ حق دار اور بہتر تھے" بہرحال علامہ علی قاری حنفی محدث یزید کو ظالم اور فاسق حکمرانوں میں شمار کرتے ہیں لیکن حکیم صاحب موصوف انہی کی عبارت سے اپنے جہل یا یزیدی محبت کی وجہ سے اس کو خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہیں۔ ؎ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

(۸) علامہ علی قاری حنفی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی خلفاء راشدین میں شمار نہیں کرتے بلکہ ان کو ملوک میں شمار کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: فتبين ان معاوية ومن بعده لم يكونوا خلفاء بل ملوكاً و امراء الخ (ص ۹۰) پس ظاہر ہو گیا کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے بعد کے حکمران خلفاء نہ تھے بلکہ ملوک اور امراء تھے۔

(۹) جنگ جمل اور صفین پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ علی قاری محدث لکھتے ہیں۔ ثم كان معاوية مخطئا الا انه فعل ما فعل عن تاويل فلم يصر فاسقاً واختلف اهل السنة والجماعة في تسميته باغياً فمنهم من امتنع من ذالك والصحيح من اطلق لقوله عليه الصلوة والسلام لعمار تقتلك الفئة

الباغية وكان علياً مصيباً في التحكيم وزعمت الخوارج انه كان مخطيا فيه وقد كفروا فالا مصيب في
الفعل البغي المحاربة الخ (شرح فقہ اکبر ص ۸۲) ۔ پھر حضرت معاویہ رض (جنگ صفین) میں خطا کرنے والے
تھے مگر انہوں نے جو کچھ کیا تاویل کی بنا پر کیا اس لیے وہ فاسق نہیں ہوئے اور اہل السنت والجماعت
نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ حضرت معاویہ رض پر لفظ باغی کا اطلاق جائز ہے یا نہیں بعض نے اس
سے اجتناب کیا ہے لیکن جنہوں نے آپ پر لفظ باغی کا اطلاق کیا ہے صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر سے فرمایا کہ تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور حضرت علی تحکیم کے بارے
میں صواب پر تھے اور خوارج کا گمان یہ ہے کہ تحکیم تسلیم کرنے کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے کیونکہ باغیوں سے
جنگ کرنا آپ پر واجب تھا الخ ۔ مندرجہ عبارت سے واضح ہوا کہ علامہ علی قاری حنفی رح کے نزدیک حضرت علی رض
سے جنگ کرنے میں حضرت معاویہ رض سے اجتہادی خطا ہوئی ہے اور آپ پر لفظ باغی کا اطلاق صحیح ہے
اب حکیم ظفر صاحب اور قاضی شمس الدین صاحب درویش ہی بتائیں کہ کیا علامہ علی قاری حنفی محدث (اور
مشکوٰۃ شریف کے شارح بھی ہیں) سبائی تھے ۔ اور بھی کئی اکابر اہل السنت نے حضرت علی المرتضیٰ سے
جنگ کرنے میں حضرت معاویہ رض پر باغی کے لفظ کا اطلاق کیا ہے اور اس میں حامیانِ یزید کے نزدیک میرا
جرم یہ ہے کہ میں نے حضرت معاویہ رض کو صورتاً باغی قرار دیا ہے نہ حقیقتاً ۔ کیونکہ آپ مجتہد تھے اور اجتہادی
خطا میں بھی مجتہد کو حسب حدیث بخاری ایک درجہ ثواب ہی ملتا ہے ۔ میں نے تو اس میں حضرت معاویہ رض
کا دفاع کیا ہے اور سبائی عقیدہ کی تردید کی ہے لیکن یزیدی ٹولہ اس کو حضرت معاویہ رض کی توہین قرار
دیتا ہے ۔

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے ۔۔۔ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

یزید بارہ خلفاء میں شامل نہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اثنا عشر امیراً والی حدیث کے تحت لکھتے ہیں :

ویزید بن معاویہ رض خود ازیں میان ساقط است بجہت عدم استقرار مدت معتد بہا وسوء سیرت او
واللہ اعلم (قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ص ۲۴۱ ۔ ناشر حاجی فقیر اللہ اینڈ سنز ، قصہ خوانی بازار پشاور)
اور یزید بن معاویہ رض ان (بارہ خلفاء) کے درمیان سے ساقط ہے بوجہ اس کے کہ معتد بہ مدت تک اس
کی سلطنت مضبوط نہیں ہوئی اور اس وجہ سے بھی کہ وہ بری سیرت رکھتا تھا ۔ واللہ اعلم ۔ پہلے عرض کیا

یوں کہ حدیث اثنا عشر خلیفہ مختلف راویوں سے مختلف الفاظ میں مروی ہے۔ اس لیے محدثین میں بھی اس کے متعدد پہلوؤں کی وجہ سے ان بارہ خلفاء کی تعیین میں اختلاف ہو گیا ہے۔ علامہ علی قاری محدث نے بارہ خلفاء میں یزید کو صالح اور راشد سمجھ کر شامل نہیں کیا بلکہ اس بنا پر شامل کیا ہے کہ وہ صاحبِ سلطنت تھا۔ اس کے پاس تلوار کی قوت تھی۔ وہ اپنے ماتحت حاکم بھی مقرر کر سکتا تھا اور ان کو معزول بھی کر سکتا تھا۔ اور خلیفہ کا اطلاق ایسے حکمرانوں پر بھی مجازاً ہوتا تھا خواہ شخصی طور پر وہ کیسے ہی ہوں۔ چنانچہ خود علامہ علی قاری لکھتے ہیں: والاظہران اطلاق الخلیفۃ علی الخلفاء العباسیۃ کان علی المعنی اللغوی المجازیۃ العرفیۃ دون الحقیقۃ الشرعیۃ (شرح فقہ اکبر ص ۹۰) یعنی یہ بات بہت ظاہر ہے کہ عباسی خلفاء پر لفظ خلیفہ کا استعمال کرنا لغوی، مجازی اور عرفی معنی پر مبنی ہے نہ کہ شرعی حقیقی معنی پر۔ اور علامہ ابن تیمیہ بھی یزید وغیرہ ملوک پر خلیفہ کا اطلاق کرنے کی بحث میں فرماتے ہیں کہ: فاھل السنۃ اذا اعتقدوا امامۃ الواحد من ھؤلاء یزید او عبد الملک او المنصور او غیرھم کان بھذا الاعتبار الخ (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۴۲) اہل السنت اگر یزید یا عبد الملک یا منصور وغیرہ کسی کے متعلق امامت (خلافت) کا اعتقاد رکھتے ہیں تو اس اعتبار سے کہ وہ صاحب سلطنت تھے"۔ اس مسئلہ پر ابن تیمیہ نے مفصل بحث کی ہے (ملاحظہ ہو خارجی فتنہ حصہ دوم (بحث فسق یزید) ص ۳۲۵ تا ۳۴۲)

ابن حنظلہ اور ابن مطیع باغیوں کے قائد تھے

حکیم محمود احمد ظفر موصوف واقعہ حرہ کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"مدینہ منورہ میں عبداللہ بن مطیع اور عبداللہ بن حنظلہ یزید کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی قیادت کر رہے تھے الخ (سیدنا معاویہؓ ج ۲ ص ۱۹۲)

تبصرہ: حضرت عبداللہ بن مطیع اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ حضرت ابن حنظلہ کے لیے ملاحظہ ہو۔ الاکمال فی اسماء الرجال، ۲۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۹۳ (۳) اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ ج ۳ لابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ (۴) الاصابہ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۲۹۹ (۵) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للحافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ) ص ۲۶۸ اور حضرت عبداللہ بن مطیع کا صحابی ہونا بھی انہی کتابوں سے ثابت ہے۔ لیکن نہ محمود احمد عباسی نے اور نہ حکیم محمود احمد ظفر نے ان حضرات کے صحابی ہونے کی تصریح کی ہے۔ جنگ حرہ

میں حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ غسیل ملائکہ اپنے آٹھ بیٹوں سمیت شہید ہوئے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مطیعؓ بھاگ کر
سات بیٹے اس میں شہید ہوئے ہیں اور وہ خود جنگ کے دوران بچ کر نکل گئے اور مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ
بن زبیرؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اور پھر وہاں حجاج بن یوسف کے دور میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ جام
شہادت نوش فرمایا ہے۔ لیکن یہ حب یزید بھی عجیب مرض ہے کہ یزید کے مقابلہ میں حکیم صاحب مذکورہ دونوں
صحابیوں کو نہ صرف باغی بلکہ باغیوں کے قائد قرار دے رہے ہیں العیاذ باللہ۔ اب قاضی شمس الدین درویش
بتائیں کہ واقعہ حرہ میں ان تمام صحابہ کرام کو باغی قرار دینا کیا شرفِ صحابیت کی توہین نہیں جو یزیدی کمانڈر مسلم
بن عقبہ کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے اور اگر اکابر امت نے قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ
کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے لیے باغی کا لفظ استعمال کیا ہے تو چیخ و پکار سے آسمان سر پر اٹھا لیا
جاتا ہے۔ کیا مدینہ منورہ کے صحابہ کرام کو یزید کے مقابلہ میں باغی اور باغیوں کے قائد کہنے پر قاضی شمس الدین درویش
حکیم محمود ظفر کو سبائی کہنے کی جسارت کر سکیں گے !!!

(جاری ہے)

فہرست کتب مکتبہ خدام اہل سنت چکوال

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	ابتدائیہ مقدمہ	موضوع	سائز	صفحات	قیمت روپے پیسے
۱	سنی مذہب حق ہے	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین	-	ردّ شیعیت	۲۰×۳۰/۱۶	۱۲۸	۷—۰۰
۲	مودودی مذہب	〃	-	ردّ مودودیت	〃	۱۷۶	۱۲—۰۰
۳	میاں طفیل کی دعوتِ اتحاد کا جائزہ	〃	-	〃	〃	۱۱۰	۵—۰۰
۴	صحابہؓ کرام اور مودودی	〃	-	〃	〃		۵—۰۰
۵	خارجی فتنہ حصہ اوّل	〃	-	ردّ خارجیت	〃	۶۲۴	۲۵—۰۰
۶	کشفِ خارجیت	〃	-	〃	〃	۵۷۶	۳۰—۰۰
۷	دفاع حضرت امیر معاویہ رضؓ	〃	-	ردّ رافضیت	〃	۱۹۰	۷—۰۰
۸	علمی محاسبہ بجواب علمی جائزہ	〃	-	ردّ مودودیت	〃	۴۷۲	۱۶—۰۰
۹	خارجی فتنہ حصہ دوم	〃	-	ردّ خارجیت	〃	۶۸۰	۳۹—۰۰
۱۰	ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟	〃	-	ردّ رافضیت	〃	۵۰	۳—۰۰
۱۱	اتحادی فتنہ	〃	-	ردّ شیعیت	〃	-	۳—۰۰
۱۲	دفاع صحابہ رضؓ	〃	-	〃	۱۸×۲۳/۸		۴—۰۰
۱۳	جماعت اسلامی، شیعہ انقلاب چاہتی ہے	〃	-	〃	〃		۲—۰۰
۱۴	عظمت صحابہ رضؓ اور حضرت مدنی رحؒ	〃	-	〃	〃		۲—۰۰
۱۵	کلمہ اسلام کی تبدیلی، خطرناک سازش	〃	-	〃	۲۰×۳۰/۱۶	۱۶	۰۰—۲۵
۱	شیعہ کتاب تجلیاتِ صداقت پر ایک نظر	حضرت مولانا قاضی مظہر حسین	-	ردّ شیعیت	۲۰×۳۰/۱۶	۱۲۶	۵—۰۰
۱	خدام اہلسنت کی دعوت	〃	-	دعوت	〃		۱—۰۰
۱	سنی تحریک اور طلبہ کا سنی موقف	〃	-	دعوت	〃	چھوٹے ۹۶	۶—۰۰

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	ابتدائیہ مقدمہ	موضوع	سائز	صفحات	قیمت
۱۹	بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسین	〃	-	ردِ شیعیت	۲۰×۳۰/۸	۶۱۷	زیرِ طبع دوسرا ایڈیشن
۲۰	مطرکۃ الکرامہ	مولٰنا خلیل احمد سہارنپوریؒ	مولٰنا قاضی مظہر حسین	〃	۱۸×۲۳/۸		〃
۲۱	شہادتِ حسینؓ و کردارِ یزید	مولانا قاسم نانوتویؒ	〃	〃	〃		۷-۰۰
۲۲	سلاسلِ طیّبہ	مولانا حسین احمد مدنیؒ	〃	تصوف		۱۱۲	۱۲-۰۰
۲۳	تحفۂ خلافت	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	〃	ردِ شیعیت	〃		۵۱-۰۰
۲۴	آفتابِ ہدایت	مولانا کرم الدین صاحب	〃	〃		۳۸۴	۳۶-۰۰
۲۵	عقیدہ حیات النبیؐ	مولانا عبدالکریم صاحب کلاچی	〃	ردِ منکرین حیات	〃	۲۳	۲-۰۰
۲۶	عقائد علماءِ دیوبند	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	〃	عقائدِ اہلسنت	〃		۱۵-۰۰
۲۷	اصلاحی مکتوب	مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہٗ		ردِ شیعیت	〃		۲-۰۰
۲۸	عظیم فتنہ	〃	〃	〃	〃	۲۸	۲-۰۰
۲۹	صحابہ کرامؓ اور پاکستان	〃	〃	〃	۲۰×۳۰/۱۶	۲۷	۲-۰۰
۳۰	عقیدۂ خلافت راشدہ اور امامت	〃	〃	〃	۱۸×۲۳/۸	۱۰۴	۱۰-۰۰
۳۱	مودودی جماعت کے عقائد پر ایک نظر	〃	〃	ردِ مودودیت	۲۰×۳۰/۱۶	۱۷۶	زیرِ طبع
۳۲	احتجاجی مکتوب	〃	〃	ردِ شیعیت	〃	۱۶	۱-۰۰
۳۳	مکتوب مرغوب	〃	〃	〃	〃	۱۶	۱-۰۰
۳۴	شریعت بل کا جائزہ	〃	〃	نفاذِ شریعت	〃	۷۸	۵-۰۰
۳۵	شیعہ مذہب	〃	〃	ردِ شیعیت	۱۸×۲۳/۸		۹-۰۰
۳۶	مودودی صاحب سے اصولی اختلاف ہے نہ فروعی	〃		ردِ مودودیت	۲۰×۳۰/۴	مضمون رسالہ الجمعیت	۱-۰۰
۳۷	تائیدی تبصرے	مرتبہ مولانا قاری شیر محمد صاحب علوی		ردِ خارجیت	〃		۵-۰۰
۳۸	کتابت حدیث	مرتبہ مولانا سید منت اللہ شاہ					۳-۵۰
۳۹	حضرت لاہوری فتنوں کے تعاقب میں	مولانا قاضی مظہر حسین			۲۰×۳۰/۱۶		

خط و کتابت کا پتہ: **مکتبہ خدام اہل سنت، چکوال**

خُدامِ اہلِ سُنت ہیں ہم سُنّت کو چمکائیں گے
ہاتھ میں سُنّی پرچم لے کر ہم میدان میں آئیں گے

صدیق رضؓ و فاروق رضؓ اور عثمان رضؓ و حیدر رضؓ سب بھائی ہیں
ہم اُن رضؓ کی عظمت مانیں گے، اُن رضؓ کے نغمے گائیں گے

اصحابؓ حضرتؐ سب ہی معیارِ حق ہیں حُجّت ہیں
ہم اُن رضؓ کے ذکرِ حسنہ سے خُوں مسلم کا گرمائیں گے

پھانسی کے تختے پر بھی، ہم سچّی باتیں کہہ دیں گے
ہم اُن رضؓ کے دیوانے ہیں، یہ باطل کو سمجھائیں گے

پیغمبرؐ کے یاروں رضؓ پر ہے اپنا تو ایمان مگر
نکتہ چینی کرنے والے محشر میں شرمائیں گے

اصحاب رضؓ بدر و احد و خندق سے اللہ راضی ہے
پیچھے پیچھے آنحضرتؐ کے وہ جنت میں جائیں گے

نیزوں کے سائے میں کہنا حق شبیری سنت ہے
ہم اُن رضؓ کی سیرت پر چل کر ظالم سے ٹکرائیں گے

ہم باطل کا سر توڑیں گے اور حق سے رشتہ جوڑیں گے
ہم پکّے مؤمن ہیں اور توحید کی رہ اپنائیں گے

وہ رضؓ سب اللہ سے راضی اور اللہ اُن رضؓ سے راضی ہے
سورۂ توبہ میں ہے قمر یہ دُنیا کو دکھلائیں گے

قمر حجازی اوکاڑہ